ماہ نامہ

نقوش راہ

نقوشِ راہ دکھاتے چلو زمانے کو
قدم قدم پہ مسافر پریشاں بیٹھے ہیں

Nov 20

دشمنوں سے معرکہ آرائی سے متعلق انحراف

ہٹلر کی دیوانی ساوِتری دیوی

”توہین رسالت گوارا نہیں“

غزہ کو نظرانداز کرنے والوں سے!

سیکولر ”جمہوری“ نظام کا زوال

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

مسلمانوں سے اسلام کی توہین قبول کرنے کا مطالبہ

کلام نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عبداللہ بن عمرو: سیظہر لکم شیاطین کان اوثقھم سلیمان بن داود فی البحر یصلون معکم فی مساجد کم ویجلسون معکم فی مجالسکم ویجادلون فی الدین انھم الشاطین فی صورۃ الادمین

(ابن ماجہ عن النواس حدیث نمبر 4076 کنز العمال. 3886)

عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں کہ عن قریب وہ شیطان ظاہر ہونگے جنہیں حضرت سلیمان علیہ السلام نے سمندر میں باندھ رکھا تھا، تمہاری مسجدوں میں تمہارے ساتھ نماز پڑھیں گے، تمہاری مجلسوں میں تمہارے ساتھ بیٹھیں گے دین کے معاملے میں مباحثہ کریں گے۔ حقیقتاً وہ شیطان ہوں گے آدمی کی صورت میں۔

ایمان لانے والوں کا کارساز اللہ تعالیٰ خود ہے، وہ انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لے جاتا ہے۔(القرآن)

ماہنامہ

نقوشِ راہ

اسلامک یوتھ فیڈریشن (IYF) کا ترجمان

جلد: 03 شمارہ: 7

نومبر 2020، ربیع الاوّل / ربیع الآخر ۱۴۴۲

فہرست مضامین

اداریہ	ڈاکٹر محمد مبشر	04
درسِ قرآن	ابن مظفر	05
درسِ حدیث: اگر میں چوتھا ہوتا.....!!	شاداب	08
دشمنوں سے معرکہ آرائی سے متعلق انحراف	مصطفیٰ مشہورؒ	12
''توہین رسالت گوارا نہیں''	طارق چودھری	16
مسلمانوں سے اسلام کی توہین قبول کرنے کا مطالبہ	شاہنواز فاروقی	18
سیکولر''جمہوری''نظام کا زوال	اوریا مقبول جان	22
ہٹلر کی دیوانی ساوِتری دیوی	ماریہ مارگیرونس	24
غزہ کو نظرانداز کرنے والوں سے!	ماجد عبدالسلامہ	26
حضرت عیسیٰ علیہ السلام	محمد طالب جلال ندوی	29
عرب امارات۔اسرائیل تعلقات کی پس پردہ کہانی	افتخار گیلانی	35
گوشۂ خواتین: بال جوڑنا اور جوڑوانا		37
گوشۂ اطفال:	ابوالفیض	39
اقبالیات	ابن سلطان	41

چیف ایڈیٹر
ڈاکٹر محمد وجیہ القمر

ایڈیٹر
منہاج الاسلام فلاحی

معاون ایڈیٹر
جاوید مومن

مجلس ادارت
❁ ڈاکٹر محمد مبشر ❁ محمد جمیل
❁ معاذ احمد جاوید ❁ سید ریحان
❁ اُسامہ عظیم فلاحی ❁ عمار احسن ندوی

سرکولیشن منیجر
شیخ عمران

زرِ تعاون
فی شمارہ: -/20
سالانہ: -/220

Current A/c Name : Nukush E Rah
A/c No.: 9650 2011 0000 482
Bank of India - Akola Branch
IFSC : BKID0009650

Printer, Publisher and Owned by Shaikh Nisar Shaikh Chand Printerd at Super Printing Press, Telipur Chowk, Akola, Published at 1st Floor, Opposite Basera Aprartment, Subhash Chowk, Akola.-444001
Editor: Shaikh Nisar Shaikh Chand

ادرایہ

حق و باطل کی کشمکش، جو ہمیشہ سے جاری ہے، نئے پڑاؤ میں داخل ہو چکی ہے۔ جب جب باطل کو محسوس ہوتا ہے کہ حق کا مقابلہ آسان نہیں ہے اور باطل کو اپنی موت نظر آنے لگتی ہے تب تب وہ حق کو زیر کرنے کے آخری حربہ کو اپنانے کی ناکام کوشش میں لگ جاتا ہے۔ موجودہ وقت میں باطل کی قیادت مغربی دنیا کے ذریعہ کی جارہی ہے۔ پوپ اربن دوئم نے 1095ء میں اسلام کو شیطانی مذہب قرار دے کر جس صلیبی جنگ کا آغاز کیا تھا وہ آج بھی جاری ہے اور مغربی دنیا کے حکمران بھی وقتاً فوقتاً اس بات کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ اکثر جنگوں میں مغرب پسپا ہوا، اس کے باوجود اس نے ہار نہیں مانی اور مسلسل اس کوشش میں لگا رہا کہ کس طرح اس کی راہ کے روڑے (اسلام) کو ختم کیا جاسکے۔ چناں چہ 18ویں صدی میں مغرب ایک نو آبادیاتی طاقت بن کر پورے عالم اسلام پر قابض ہوگیا۔ اس دور میں اس نے اسلام اور پیغمبر اسلام پر حملے جاری رکھے اور اس کا سلسلہ آج بھی وہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ امریکہ کے صدر بش نے نائن الیون کے بعد خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ وہ کروشیڈ کا آغاز کر چکے ہیں۔ اٹلی کے وزیر اعظم سلویو برلسکونی نے کہا کہ مغربی تہذیب اسلامی تہذیب سے برتر ہے اور اس نے جس طرح کمیونزم کو شکست دی ہے اسی طرح اسلامی تہذیب کو بھی شکست دے گی۔ امریکہ کے اٹارنی جنرل نے ایک کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے اسلام اور عیسائیت کے تصور خدا کا موازنہ کرتے ہوئے کہا کہ عیسائیت کا خدا اسلام کے خدا سے برتر ہے۔

مغرب نے کھسیانی بلی کھمبا نوچے کے مصداق پیغمبر اسلامؐ کی شخصیت کو مجروح کرنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔ فرانس، جو اپنے آپ کو سیکولرزم کا سب سے بڑا چمپئن سمجھتا ہے، کے جریدے چارلی ہبدو نے 2015ء میں چھاپے جانے والے گستاخانہ خاکے کو رواں سال کے ستمبر میں دوبارہ شائع کیا۔ فرانس کے صدر نے اس گستاخی کی بھرپور حمایت کی اور کہا کہ مسلمانوں کو اب اس کا عادی ہوجانا چاہئے۔ باطل جو بھی کام کرتا ہے پہلے اس کو حق اور جائز ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ حضور ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کو اس نے اظہار رائے کی آزادی کے نام پر جائز قرار دیا اور پوری دنیا میں میڈیا کے دجالی کارندوں کے ذریعہ اس عمل کو جائز ثابت کرنے کی کوشش کی گئی۔ طرفہ تماشہ یہ کہ اظہار رائے کی آزادی کا یہ دوہرا معیار مغرب کی طرف سے بھی کھل کر سامنے آیا۔ ترکی کے صدر رجب طیب اردغان نے جب فرانس کے صدر کو پاگل قرار دیا تو فرانس نے ترکی کے صدر کا برا مانا اور اس نے ترکی سے اپنا سفیر فوراً واپس بلا لیا۔ قابل غور پہلو یہ ہے کہ کیا اظہار رائے کی آزادی کو استعمال کرتے ہوئے، ترکی کے صدر کو فرانس کے صدر کو پاگل کہنے کا اختیار نہیں تھا؟ فرانس کے دوہرے رویہ کی ایک مثال مظاہروں میں بھی دیکھنے کو آئی۔ صدر میکرون نے کہا کہ وہ مسلمان شوق سے احتجاج کریں جو ایسے خاکے بنا کر اسی طرح دیواروں پر لگائیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا لیکن وزیر داخلہ منوئیل واس نے ایک حکم کے ذریعہ خاکوں کے خلاف مظاہروں پر پابندی لگادی۔ حکومت نے واس کو ہدایت دی کہ خاکوں کی مذمت میں ہونے والے مظاہروں کو بھرپور طاقت سے کچل دیا جائے اور منتظمین کے خلاف دہشت گردی کے پرچے کاٹے جائیں۔

ہمارے ملک کے شر پسند و الام دشمن عناصر کب اس جنگ میں پیچھے رہنے والے تھے چناں چہ فرانس میں ایک اسکول ٹیچر Samuel Patty کے قتل کے بعد اس کے حق میں بولنے اور اسلام و مسلمانوں کے خلاف زہر اگلنے میں یہاں کی بے روزگار عوام یہود و نصاریٰ کے شانہ بہ شانہ ہونے لگی بلکہ ان سے بھی آگے نکلنے کی دوڑ میں لگ گئی۔ اور پھر قرآن مجید کی وہ حقیقت اور پیشین گوئی ایک مرتبہ پھر سامنے نظر آئی جس میں کہا گیا کہ ''تم اہل ایمان کی عداوت میں سب سے سخت یہود اور مشرکین کو پاؤ گے''۔ ہمارے ملک کے نام نہاد سیکولر اور لبرل افراد اور گروہوں نے بھی اس میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔ اظہار رائے کی آزادی کے نام پر انہوں نے ہمیشہ اسلام اور مسلم دشمنی کا مظاہرہ کیا ہے۔ جس طرح صدر میکرون نے ایک کانفرنس میں کہا تھا کہ اسلام داخلی بحران کا شکار ہے، اسی طرح واصل جہنم گستاخ رسول Samuel Patty کے قتل کے بعد The Print نے اپنے چینل پر ''سیاسی اسلام کے بحران کی پانچ وجہ'' کے نام سے ایک ویڈیو اپ لوڈ کی ہے۔ اس سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ دنیا میں کفر کی مختلف شکلیں ہوسکتی ہیں لیکن اسلام اور مسلم دشمنی میں وہ سب کے سب متحد رہتے ہیں۔ بھارت کے مسلمانوں کے لئے یہاں پر ایک اور قابل توجہ نکتہ ہے کہ اس ملک کے نام نہاد تجزیہ نگار، سیکولر اور لبرل مسلمانوں کے حق میں چاہے جتنی اپنی آواز بلند کریں اسلام دشمنی میں وہ بھی پیچھے نہیں رہنا چاہتے ہیں اور نہیں رہتے ہیں بلکہ کھل کر اسلام دشمنی کا اظہار کرتے ہیں اور ہمارے بے چارے 'سیکولر و لبرل مسلمان' اس کی تاویل کرنے میں کسی بھی حد تک چلے جاتے ہیں۔

ان حالات سے نمٹنے کے لئے جہاں ایک طرف یہ ضروری ہے کہ ہم اسلام پر عمل کریں اور حضورؐ کی محبت کو جان و دل سے عزیز رکھیں وہیں یہ بات بھی ضروری ہے کہ ہم ان لوگوں کے حق میں آواز بلند کریں جو گستاخ رسول کو جہنم رسید کرتے ہوں کیوں کہ اگر محمد ﷺ کی شان کے تعلق سے مسلمان حساس نہیں ہوئے اور انہوں نے اس دروازے کو کھلا چھوڑ دیا اور عام معافی کا اعلان کردیا تو ان کے حوصلے مزید بلند ہوں گے اور نئے نئے گستاخ رسول پیدا ہوتے چلے جائیں گے۔ اللہ ہم سب کو نبی ﷺ کی ناموس کے محافظین و مدافعین میں شامل فرمائے۔

بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِيمِ

درسِ قرآن

ابن مظفر

يَا بَنِي إِسرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعمَتِيَ الَّتِي أَنعَمتُ عَلَيكُم وَأَنِّي
فَضَّلتُكُم عَلَى العَالَمِينَ (122)وَاتَّقُوا يَوماً لاَّ تَجزِي نَفسٌ عَن
نَّفسٍ شَيئاً وَلاَ يُقبَلُ مِنهَا عَدلٌ وَلاَ تَنفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَلاَ هُم
يُنصَرُونَ (123)وَإِذِ ابتَلَى إِبرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ
إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَاماً قَالَ وَمِن ذُرِّيَّتِي قَالَ لاَ يَنَالُ عَهدِي
الظَّالِمِينَ (124)وَإِذْ جَعَلنَا البَيتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمناً
وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبرَاهِيمَ مُصَلًّى وَعَهِدنَا إِلَى إِبرَاهِيمَ
وَإِسمَاعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ
السُّجُودِ (125)وَإِذْ قَالَ إِبرَاهِيمُ رَبِّ اجعَل هَذَا بَلَداً آمِناً
وَارزُقْ أَهلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنهُم بِاللهِ وَاليَومِ الآخِرِ
قَالَ وَمَن كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلاً ثُمَّ أَضطَرُّهُ إِلَى عَذَابِ النَّارِ
وَبِئسَ المَصِيرُ (126) وَإِذْ يَرفَعُ إِبرَاهِيمُ القَوَاعِدَ مِنَ البَيتِ
وَإِسمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ العَلِيمُ
(127)رَبَّنَا وَاجعَلنَا مُسلِمَينِ لَكَ وَمِن ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسلِمَةً لَّكَ
وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَينَا إِنَّكَ أَنتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ
(128)رَبَّنَا وَابعَثْ فِيهِم رَسُولاً مِّنهُم يَتلُو عَلَيهِم آيَاتِكَ
وَيُعَلِّمُهُمُ الكِتَابَ وَالحِكمَةَ وَيُزَكِّيهِم إِنَّكَ أَنتَ العَزِيزُ الحَكِيمُ
(129)وَمَن يَرغَبُ عَن مِّلَّةِ إِبرَاهِيمَ إِلاَّ مَن سَفِهَ نَفسَهُ وَلَقَدِ
اصطَفَينَاهُ فِي الدُّنيَا وَإِنَّهُ فِي الآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ (130)إِذْ
قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسلِمْ قَالَ أَسلَمتُ لِرَبِّ العَالَمِينَ (131)وَوَصَّى بِهَا
إِبرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعقُوبُ يَا بَنِيَّ إِنَّ اللهَ اصطَفَى لَكُمُ الدِّينَ فَلاَ
تَمُوتُنَّ إَلاَّ وَأَنتُم مُّسلِمُونَ (132)أَم كُنتُم شُهَدَاء إِذْ حَضَرَ
يَعقُوبَ المَوتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعبُدُونَ مِن بَعدِي قَالُوا نَعبُدُ
إِلَهَكَ وَإِلَهَ آبَائِكَ إِبرَاهِيمَ وَإِسمَاعِيلَ وَإِسحَاقَ إِلَهاً وَاحِداً
وَنَحنُ لَهُ مُسلِمُونَ (133)تِلكَ أُمَّةٌ قَد خَلَت لَهَا مَا كَسَبَت
وَلَكُم مَّا كَسَبتُم وَلاَ تُسأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعمَلُونَ (134)
وَقَالُوا كُونُوا هُوداً أَو نَصَارَى تَهتَدُوا قُل بَل مِلَّةَ إِبرَاهِيمَ
حَنِيفاً وَمَا كَانَ مِنَ المُشرِكِينَ (135)قُولُوا آمَنَّا بِاللهِ وَمَا أُنزِلَ
إِلَينَا وَمَا أُنزِلَ إِلَى إِبرَاهِيمَ وَإِسمَاعِيلَ وَإِسحَاقَ وَيَعقُوبَ
وَالأَسبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَى وَعِيسَى وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِم
لاَ نُفَرِّقُ بَينَ أَحَدٍ مِّنهُم وَنَحنُ لَهُ مُسلِمُونَ (136)فَإِن آمَنُوا
بِمِثلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهتَدَوا وَّإِن تَوَلَّوا فَإِنَّمَا هُم فِي شِقَاقٍ
فَسَيَكفِيكَهُمُ اللهُ وَهُوَ السَّمِيعُ العَلِيمُ (137)صِبغَةَ اللهِ وَمَن
أَحسَنُ مِنَ اللهِ صِبغَةً وَنَحنُ لَهُ عَابِدونَ (138)قُل أَتُحَاجُّونَنَا فِي
اللهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُم وَلَنَا أَعمَالُنَا وَلَكُم أَعمَالُكُم وَنَحنُ لَهُ
مُخلِصُونَ (139)أَم تَقُولُونَ إِنَّ إِبرَاهِيمَ وَإِسمَاعِيلَ وَإِسحَاقَ
وَيَعقُوبَ وَالأَسبَاطَ كَانُوا هُوداً أَو نَصَارَى قُل أَأَنتُم أَعلَمُ أَمِ
اللهُ وَمَن أَظلَمُ مِمَّن كَتَمَ شَهَادَةً عِندَهُ مِنَ اللهِ وَمَا اللهُ بِغَافِلٍ
عَمَّا تَعمَلُونَ (140)تِلكَ أُمَّةٌ قَد خَلَت لَهَا مَا كَسَبَت وَلَكُم مَّا
كَسَبتُم وَلاَ تُسأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعمَلُونَ (141)

اے بنی اسرائیل! یاد کرو میری وہ نعمت، جس سے میں نے تمہیں نوازا تھا، اور یہ کہ میں نے تمہیں دنیا کی تمام قوموں پر فضیلت دی تھی۔ اور ڈرو اُس دن سے، جب کوئی کسی کے ذرا کام نہ آئے گا، نہ کسی سے فدیہ قبول کیا جائے گا، نہ کوئی سفارش ہی آدمی کو فائدہ دے گی، اور نہ مجرموں کو کہیں سے کوئی مدد پہنچ سکے گی۔ یاد کرو کہ جب ابراہیمؑ کو اس کے رب نے چند باتوں میں آزمایا اور وہ اُن سب میں پورا اتر گیا، تو اس نے کہا: میں تجھے سب لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں۔ ابراہیمؑ نے عرض کیا: اور کیا میری اولاد سے بھی یہی وعدہ ہے؟ اس نے جواب دیا: میرا وعدہ ظالموں سے متعلق نہیں ہے۔ اور یہ کہ ہم نے اس گھر (کعبے) کو لوگوں کے لیے مرکز اور امن کی جگہ قرار دیا تھا اور لوگوں کو حکم دیا تھا کہ ابراہیمؑ جہاں عبادت کے لیے کھڑا ہوتا ہے اس مقام کو مستقل جائے نماز بنالو اور ابراہیمؑ اور اسماعیل کو تاکید کی تھی کہ میرے گھر کو طواف اور اعتکاف اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک رکھو۔ اور یہ کہ ابراہیمؑ نے دعا کی: اے میرے رب، اس شہر کو امن کا شہر بنادے، اور اس کے باشندوں میں جو اللہ اور آخرت

کو مانیں، انہیں ہر قسم کے پھلوں کا رزق دے۔ جواب میں اس کے رب نے فرمایا: اور جو نہ مانے گا، دنیا کی چند روزہ زندگی کا سامان تو میں اُسے بھی دوں گا مگر آخر کار اُسے عذاب جہنم کی طرف گھسیٹوں گا، اور وہ بدترین ٹھکانا ہے۔

اور یاد کرو ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ جب اس گھر کی دیواریں اٹھا رہے تھے، تو دعا کرتے جاتے تھے: اے ہمارے رب، ہم سے یہ خدمت قبول فرما لے، تو سب کی سننے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

اے رب، ہم دونوں کو اپنا مسلم (مُطیع فرمان) بنا، ہماری نسل سے ایک ایسی قوم اٹھا، جو تیری مسلم ہو، ہمیں اپنی عبادت کے طریقے بتا، اور ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرما، تو بڑا معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

اور اے رب، ان لوگوں میں خود انہیں کی قوم سے ایک ایسا رسول اٹھائیو، جو انہیں تیری آیات سنائے، ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کی زندگیاں سنوارے تو بڑا مقتدر اور حکیم ہے۔

اب کون ہے، جو ابراہیمؑ کے طریقے سے نفرت کرے؟ جس نے خود اپنے آپ کو حماقت و جہالت میں مبتلا کر لیا ہو، اس کے سوا کون یہ حرکت کر سکتا ہے؟ ابراہیمؑ تو وہ شخص ہے، جس کو ہم نے دنیا میں اپنے کام کے لیے چُن لیا تھا اور آخرت میں اس کا شمار صالحین میں ہوگا۔ اس کا حال یہ تھا کہ جب اس کے رب نے اس سے کہا: مسلم ہو جا، تو اس نے فوراً کہا: میں مالک کائنات کا مسلم ہو گیا

اسی طریقے پر چلنے کی ہدایت اس نے اپنی اولاد کو کی تھی اور اسی کی وصیت یعقوبؑ اپنی اولاد کو کر گیا اس نے کہا تھا کہ: میرے بچو! اللہ نے تمہارے لیے یہی دین پسند کیا ہے لہٰذا مرتے دم تک مسلم ہی رہنا۔

پھر کیا تم اس وقت موجود تھے، جب یعقوبؑ اس دنیا سے رخصت ہو رہا تھا؟ اس نے مرتے وقت اپنے بچوں سے پوچھا: بچو! میرے بعد تم کس کی بندگی کرو گے؟ ان سب نے جواب دیا: ہم اسی ایک خدا کی بندگی کریں گے جسے آپ نے اور آپ کے بزرگوں ابراہیمؑ، اسماعیلؑ اور اسحاقؑ نے خدا مانا ہے اور ہم اُسی کے مسلم ہیں۔

وہ کچھ لوگ تھے، جو گزر گئے جو کچھ انہوں نے کمایا، وہ اُن کے لیے ہے اور جو کچھ تم کماؤ گے، وہ تمہارے لیے ہے تم سے یہ نہ پوچھا جائے گا کہ وہ کیا کرتے تھے

یہودی کہتے ہیں: یہودی ہو تو راہ راست پاؤ گے عیسائی کہتے ہیں: عیسائی ہو، تو ہدایت ملے گی اِن سے کہو: نہیں، بلکہ سب کو چھوڑ کر ابراہیمؑ کا طریقہ اور ابراہیمؑ مشرکوں میں سے نہ تھا۔

مسلمانو! کہو کہ: ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس ہدایت پر جو ہماری طرف نازل ہوئی ہے اور جو ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ اور اولاد یعقوبؑ کی طرف نازل ہوئی تھی اور جو موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور دوسرے تمام پیغمبروں کو اُن کے رب کی طرف سے دی گئی تھی ہم ان کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے مسلم ہیں۔

پھر اگر وہ اُسی طرح ایمان لائیں، جس طرح تم لائے ہو، تو ہدایت پر ہیں، اور اگر اس سے منہ پھیریں، تو کھلی بات ہے کہ وہ ہٹ دھرمی میں پڑ گئے ہیں لہٰذا اطمینان رکھو کہ اُن کے مقابلے میں اللہ تمہاری حمایت کے لیے کافی ہے وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے

کہو: اللہ کا رنگ اختیار کرو اس کے رنگ سے اچھا اور کس کا رنگ ہوگا؟ اور ہم اُسی کی بندگی کرنے والے لوگ ہیں۔

اے نبیؐ! اِن سے کہو: کیا تم اللہ کے بارے میں ہم سے جھگڑتے ہو؟ حالانکہ وہی ہمارا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی ہمارے اعمال ہمارے لیے ہیں، تمہارے اعمال تمہارے لیے، اور ہم اللہ ہی کے لیے اپنی بندگی کو خالص کر چکے ہیں۔

یا پھر کیا تمہارا کہنا یہ ہے کہ ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ اور اولاد یعقوبؑ سب کے سب یہودی تھے یا نصرانی تھے؟ کہو: تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ؟ اُس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جس کے ذمے اللہ کی طرف سے ایک گواہی ہو اور وہ اُسے چھپائے؟ تمہاری حرکات سے اللہ غافل تو نہیں ہے

وہ کچھ لوگ تھے، جو گزر چکے اُن کی کمائی اُن کے لیے تھی اور تمہاری کمائی تمہارے لیے تم سے اُن کے اعمال کے متعلق سوال نہیں ہوگا۔

ربط: ان آیتوں میں اب براہ راست بنی اسرائیل کو مخاطب کیا گیا ہے۔ اور ان کے اجداد کے متعلق یہ بات بتائی جا رہی ہے کہ وہ سب مسلمان تھے۔ تمہاری روش اور عمل تمہارے اسلاف واجداد سے میل نہیں کھاتا۔ تمہارا رویہ تمہارے اسلاف سے بالکل اُلٹ ہے۔ وہ مسلمان تھے اور یہ نبی، محمدؐ وہی پیغام لے کر آئے ہیں جو تمہارے اجداد یعقوبؑ، اسحاقؑ و ابراہیمؑ کا تھا۔

تشریح وتوضیح: آیت ۱۲۲_۱۲۴

☆ بنی اسرائیل کو اللہ نے بڑے بڑے انعامات سے نوازہ، انہیں دنیا کی دوسری قوموں پر فضیلت بخشی۔

☆ ان سے کہا گیا تھا کہ دنیا کی نعمتوں سے خوب خوب فائدہ اٹھاؤ، البتہ آخرت کو نظر سے اوجھل نہ ہونے دینا۔ کیوں کہ بروز قیامت کوئی کسی کے کام نہ آئے گا۔ نہ ہی کسی کی سفارش قبول کی جائے گی اور نہ کوئی بدلہ قبول ہوگا۔ اور نہ کسی طرح کی کوئی مدد ملے گی۔

☆ آخرت کے اس تصور کے ساتھ اگر کوئی شخص اس دنیا میں زندگی گزارتا ہے تو خواہ اسے دنیاوی مال ومتاع کتنا ہی حاصل ہو جائے وہ خدا کی مرضی کے خلاف اس دنیا کو استعمال نہیں کرے گا اور یہی چیز دنیا میں امن وسکون کی وجہ بنے گی۔

☆مسلمان، یہود ونصاری سب کے جدامجد

یعنی بنواسماعیل وبنواسحاق کے باوا حضرت ابراہیمؑ کا تذکرہ قدر تفصیل سے کر کے یہ بتایا جارہا ہے کہ محمدؐ حقیقتاً ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا جواب ہیں۔لہذا ان کی پیروی ہر اس فرد کو کرنی چاہئے جو حضرت ابراہیمؑ سے خود کو منسوب کرتا ہے۔

☆ خدائے تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو آزمایا۔ حضرت ابراہیمؑ آزمائش میں کھرے اُترے تو خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابراہیمؑ میں تمہیں لوگوں کا امام بناؤں گا۔ ابراہیمؑ نے پوچھا کہ کیا یہ امامت میری ذریت کے لیے بھی ہوگی؟ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری ذریت میں سے جو ظالم ہوں گے ان سے اس امامت کا وعدہ ہر گز نہیں۔لہذا اب اولاد ابرہیمؑ کی ذریت ہونے کا دعویٰ کرنے والوں کو اپنے اعمال پر غور کرنا چاہئے کہ ظلم وشرک کے ساتھ وہ منصب امامت کے دعویدار نہیں رہ سکتے۔لہذا بنواسحاق یعنی یہود و نصاریٰ کی ظالمانہ روش نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اب امامت وقیادت کے اہل نہیں رہے۔لہذا امامت وقیادت ان سے سلب کر کے بنواسماعیل کو عطا کر دی گئی ہے۔یعنی امت محمدیہ اب امامت دین و دنیا عطا کی جارہی ہے۔لہذا اب اگر بنواسحاق خود کو وارث ابراہیمؑ سمجھتے ہیں تو انہیں محمدؐ کی اتباع ہی کرنی ہوگی۔

تشریح وتوضیح: آیت ۱۲۵۔ ۱۳۱

☆ بنی اسرائیل یعنی بنواسحاق کو ایک تاریخی واقعہ یاد دلایا جارہا ہے کہ جو کہ طویل عرصے میں ان کے یہاں دھیرے دھیرے دھندلا گیا تھا،اور وہ واقعہ تعمیر کعبہ کا ہے۔یہ واقعہ یاد دلا کر کہا جارہا ہے کہ اب تک نبوت بنواسحاق میں رہی اب یہ بنواسماعیل میں منتقل کی جارہی ہے۔ اور اسماعیلؑ کی اپنی ایک تاریخی حیثیت ہے جو کسی بھی طرح سے تم سے کم نہیں ہے۔نیز عظمت وشرافت میں بھی کسی طور تم سے کم تر نہیں۔

☆ ابراہیمؑ نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی تھی۔ان کے ساتھ اسماعیلؑ نے اس کام میں ان کا ہاتھ بٹایا تھا۔انہوں نے اس کعبہ کی تعمیر صرف خدا کے سامنے جھکنے اور گڑ گڑانے والوں کے لیے کیا تھا۔ اور اس وقت حضرت ابراہیمؑ نے یہ دعائیں کی تھی کہ:

”اس شہر کو امن کا گہوارہ بنا دے،یہاں کے باشندوں کو کشادہ رزق عطا کر،میری ذریت کو امت مسلمہ بنا کر رکھنا،ان میں سے ایک ایسا رسول بھیجنا جو تیری آیتوں کی تلاوت کرے،کتاب و حکمت کی تعلیم دے،لوگوں کا تذکیہ کرے۔

یہ محمدؐ ابراہیمؑ کی اسی دعا کا جواب ہیں۔ابراہیمؑ کو تم اپنا جدامجد مانتے ہو تو محمدؐ پر ایمان لے آؤ۔ ابراہیمؑ کے مسلک وملت سے وہی روگردانی کرے گا جو نرا احمق ہوگا۔ابراہیمؑ تو اپنے خدا کے حضور سراپا تسلیم خم تھے۔

تشریح وتوضیح: آیت ۱۳۲ تا ۱۳۵

☆ ابراہیمؑ ویعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو یہ وصیت کی تھی کہ اللہ نے تمہارے لیے اسی دین کو خاص کر لیا ہے تم مرتے دم تک مسلمان رہنا۔ حضرت یعقوب نے تو مرتے وقت اپنی اولاد سے پوچھا تھا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے تو انہوں نے عہد کیا تھا کہ ہم اسی کی عبادت کریں گے جن کی عبادت آپ،حضرت ابراہیمؑ،اسماعیلؑ واسحاقؑ کرتے رہے ہیں۔لیکن اب تم نے اپنے آباء کے دین کو ترک کر دیا ہے لہذا اب تم اپنے آباء کی وراثت کے حق دار نہیں رہے۔اب امت محمدیہ اس دین کی اور اس فضیلت کی وارث ہے جو کہ کبھی تمہارے اسلاف کو عطا کیا گیا تھا۔

☆ یہود ونصاریٰ ہر ایک اس بات کے دعویدار تھے کہ جو ہدایت کا طلب گار ہے اسے ان کی یہی ملت میں شامل ہونا ہوگا۔خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ دعویٰ ایک احمقانہ دعویٰ ہے۔ہدایت تو ملت ابراہیمی کی پیروی میں ہے اور انہوں نے دین ابراہیم کی پیروی ترک کر دی۔اب ہدایت اتباعِ محمدؐ میں ہے۔ابرہیمؑ بھی محمدؐ کی طرح مشرکین میں سے نہیں تھے۔

تشریح وتوضیح: آیت ۱۳۶ تا ۱۴۱

☆ اہل ایمان کو حکم دیا جارہا ہے کہ اللہ پر اور تمام انبیاء پر اور ان پر نازل شدہ کتابوں پر ایمان لاؤ اور تمام انبیاء کا احترام کرو۔مسلمان ایسا ہی کرتے ہیں۔اور یہی حقیقتاً ابراہیمؑ اور دین ابراہیمؑ کے وارث ہیں۔اس لیے اب امامت ناس کے بھی یہی وارث قرار پائیں گے۔

☆ حضرت ابراہیمؑ،اسحاقؑ ویعقوبؑ یہود و نصاریٰ نہیں تھے بلکہ وہ مسلم تھے۔یہ بات یہود و نصاریٰ کے علماء واحبار خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت محمدؐ،حضرت ابراہیمؑ،اسماعیل،اسحاق ویعقوب کی طرح ہی نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

☆ جو لوگ گذر چکے،وہ تو گذر چکے ان کے اعمال ان کے ساتھ،لیکن اب بعثت محمدؐ کے بعد ان کے زمانے میں موجود یہود ونصاریٰ پر لازم آتا ہے کہ وہ آپؐ کی اطاعت تسلیم کریں اور امت محمدیہ کی صف میں شامل ہو جائیں۔یہی ان کی راہِ نجات ہے۔

شاداب

اگر میں چوتھا ہوتا۔۔۔۔۔۔!!

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْمُسَيَّبِيُّ حَدَّثَنِي أَنَسٌ - يَعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ أَبَا ضَمْرَةَ - عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ -ﷺ- أَنَّهُ قَالَ » بَيْنَمَا ثَلاَثَةُ نَفَرٍ يَتَمَشَّوْنَ أَخَذَهُمُ الْمَطَرُ فَأَوَوْا إِلَى غَارٍ فِي جَبَلٍ فَانْحَطَّتْ عَلَى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ فَانْطَبَقَتْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ انْظُرُوا أَعْمَالاً عَمِلْتُمُوهَا صَالِحَةً لِلَّهِ فَادْعُوا اللَّهَ تَعَالَى بِهَا لَعَلَّ اللَّهَ يَفْرُجُهَا عَنْكُمْ. فَقَالَ أَحَدُهُمُ اللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَ لِي وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ وَامْرَأَتِي وَلِيَ صِبْيَةٌ صِغَارٌ أَرْعَى عَلَيْهِمْ فَإِذَا أَرَحْتُ عَلَيْهِمْ حَلَبْتُ فَبَدَأْتُ بِوَالِدَيَّ فَسَقَيْتُهُمَا قَبْلَ بَنِيَّ وَأَنَّهُ نَأَى بِي ذَاتَ يَوْمٍ الشَّجَرُ فَلَمْ آتِ حَتَّى أَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ أَحْلُبُ فَجِئْتُ بِالْحِلاَبِ فَقُمْتُ عِنْدَ رُءُوسِهِمَا أَكْرَهُ أَنْ أُوقِظَهُمَا مِنْ نَوْمِهِمَا وَأَكْرَهُ أَنْ أَسْقِيَ الصِّبْيَةَ قَبْلَهُمَا وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَيَّ فَلَمْ يَزَلْ ذَلِكَ دَأْبِي وَدَأْبَهُمْ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا فُرْجَةً نَرَى مِنْهَا السَّمَاءَ. فَفَرَجَ اللَّهُ مِنْهَا فُرْجَةً فَرَأَوْا مِنْهَا السَّمَاءَ. وَقَالَ الآخَرُ اللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَتْ لِيَ ابْنَةُ عَمٍّ أَحْبَبْتُهَا كَأَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ وَطَلَبْتُ إِلَيْهَا نَفْسَهَا فَأَبَتْ حَتَّى آتِيَهَا بِمِائَةِ دِينَارٍ فَتَعِبْتُ حَتَّى جَمَعْتُ مِائَةَ دِينَارٍ فَجِئْتُهَا بِهَا فَلَمَّا وَقَعْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتْ يَا عَبْدَ اللَّهِ اتَّقِ اللَّهَ وَلاَ تَفْتَحِ الْخَاتَمَ إِلاَّ بِحَقِّهِ. فَقُمْتُ عَنْهَا فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا فُرْجَةً. فَفَرَجَ لَهُمْ. وَقَالَ الآخَرُ اللَّهُمَّ إِنِّي كُنْتُ اسْتَأْجَرْتُ أَجِيرًا بِفَرَقِ أَرُزٍّ فَلَمَّا قَضَى عَمَلَهُ قَالَ أَعْطِنِي حَقِّي. فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ فَرَقَهُ فَرَغِبَ عَنْهُ فَلَمْ أَزَلْ أَزْرَعُهُ حَتَّى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرِعَاءَهَا فَجَاءَنِي فَقَالَ اتَّقِ اللَّهَ وَلاَ تَظْلِمْنِي حَقِّي. قُلْتُ اذْهَبْ إِلَى تِلْكَ الْبَقَرِ وَرِعَائِهَا فَخُذْهَا. فَقَالَ اتَّقِ اللَّهَ وَلاَ تَسْتَهْزِئْ بِي. فَقُلْتُ إِنِّي لاَ أَسْتَهْزِئُ بِكَ خُذْ ذَلِكَ الْبَقَرَ وَرِعَاءَهَا. فَأَخَذَهُ فَذَهَبَ بِهِ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا مَا بَقِيَ. فَفَرَجَ اللَّهُ مَا بَقِيَ.(صحیح مسلم : 6949)

ترجمہ: ”حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین آدمی جا رہے تھے کہ ان کو بارش نے آلیا تو انہوں نے پہاڑ کے ایک غار میں پناہ لی۔ اتنے میں غار کے منہ پر پہاڑ کی ایک چٹان آگری اور یہ لوگ بند ہو گئے، پھر انہوں نے ایک دوسرے سے کہا: تم لوگوں نے جو اللہ کے لیے نیک اعمال کیے ہیں ان پر غور کرو اور ان اعمال کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، شاید اللہ تعالیٰ تم سے یہ مصیبت دور کر دے، سو ان میں سے ایک نے یہ دعا کی: اے اللہ! میرے بوڑھے ماں باپ تھے، میری بیوی تھی، اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے تھے، میں بکریاں چراتا تھا، جب میں واپس آتا تو دودھ دوہتا اور اپنے بچوں سے پہلے اپنے ماں باپ کو دودھ پلاتا، ایک دن درختوں نے مجھے دور پہنچا دیا اور میں رات سے پہلے نہ لوٹ سکا، جب میں آیا تو ماں باپ سو چکے تھے۔ میں نے حسب معمول دودھ دوہا اور ایک برتن میں دودھ ڈال کر ماں باپ کے سرہانے کھڑا ہو گیا، میں ان کو نیند سے بیدار کرنا ناپسند کرتا تھا، اور ان سے پہلے بچوں کو دودھ پلانا بھی ناپسند کرتا تھا، حالانکہ بچے میرے قدموں میں چیخ رہے تھے، فجر طلوع ہونے تک میرا اور میرے والدین کا یونہی معاملہ رہا۔ اے اللہ! یقیناً تجھے علم ہے کہ میں نے یہ عمل تیری رضا کے لیے کیا تھا، تو ہمارے لیے کچھ کشادگی کر دے اور ہم اس غار سے آسمان کو دیکھ لیں، سو اللہ تعالیٰ نے کچھ کشادگی کر دی اور انہوں نے اس غار سے آسمان کو دیکھ لیا۔ پھر دوسرے آدمی نے دعا کی: اے اللہ!

میری ایک چچا زاد (کزن) تھی جس سے میں بہت محبت کرتا تھا جیسا کہ مردوں کو عورتوں سے لگاؤ ہوتا ہے۔ میں نے اس سے مقاربت کی درخواست کی، اس نے انکار کیا اور کہا: پہلے سو دینار لاؤ۔ میں نے بہت مشقت کر کے سو دینار جمع کیے۔ میں اس کے پاس وہ دینار لے کر گیا، جب میں اس کے ساتھ جنسی عمل کرنے کے لیے بیٹھا تو اس نے کہا: اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈر اور ناجائز طریقہ سے مہر نہ توڑ، سو میں اسی وقت اس سے علیحدہ ہو گیا۔ اے اللہ! تجھے یقیناً علم ہے کہ میں نے یہ فعل تیری رضامندی کے لیے کیا تھا، پس تو ہمارے لیے اس غار کو کچھ کھول دے، تو اللہ نے غار کو کھول دیا۔ اور تیسرے شخص نے کہا: اے اللہ! میں نے ایک شخص کو ایک فرق (آٹھ کلو گرام کا پیمانہ) چاولوں کی اجرت پر رکھا تھا۔ جب اس نے اپنا کام پورا کر لیا تو اس نے کہا: مجھے میری اجرت دو، میں نے اس کو مقررہ اجرت دے دی، اس نے اس سے اعراض کیا، میں ان چاولوں کی کاشت کرتا رہا یہاں تک کہ میں نے اس آمدنی سے بیل اور چرواہے جمع کر لیے، پھر ایک دن وہ آدمی میرے پاس آیا اور کہنے لگا: اللہ سے ڈرو اور میرا حق نہ مارو۔ میں نے کہا: یہ بیل اور چرواہے لے جاؤ اور اپنا حق لے لو۔ اس نے کہا: اللہ سے ڈرو، اور میرے ساتھ مذاق مت کرو۔ میں نے کہا: میں تمہارے ساتھ مذاق نہیں کرتا، یہ بیل اور چرواہے لے لو، وہ ان کو لے کر چلا گیا۔ تجھ کو یقیناً علم ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضا کے لیے کیا تھا، اب تو غار کا باقی ماندہ منہ بھی کھول دے، سو اللہ نے غار کا باقی ماندہ منہ بھی کھول دیا۔''

یہ حدیثِ مبارکہ اپنے اندر کئی ساری نصیحتیں اور تربیت کا سامان سمیٹے ہوئے ہے۔ اگر ہم چاہیں تو اس واقعہ کی روشنی میں بہ حیثیتِ امت اپنے بہت سارے مسائل کا حل تلاش کر سکتے ہیں۔

اولاً تو یہ حدیث اُس صحت مند معاشرہ کا خاکہ پیش کرتی ہے جہاں نیک اور صالح لوگ اپنے سماج کی نمائندگی کرتے نظر آتے ہیں۔ ان کے گھروں میں کس طرح والدین کی تعظیم کی جاتی ہے۔ فرماں بردار اولادیں ہمہ وقت ان کی خدمت میں لگی رہتی ہیں۔ مثلاً پہلا شخص جو ایک نیک فرزند، شفیق باپ اور رحم دل آقا ہے۔ وہ رزقِ حلال کے حصول کے لیے دن بھر محنت و مشقت کرتا اور جو کچھ حاصل کرتا اسے اپنے عمر رسیدہ والدین کی خدمت میں سب سے پہلے پیش کرتا۔ یہ دراصل وہی وقت ہوتا ہے جہاں ہمارے خلوص واطاعت کی آزمائش ہوتی ہے کیوں کہ عمر کے اس دور میں والدین جہاں بوڑھے اور کمزور ہو کر اولادوں کے لیے کسی دنیاوی فائدے کا سبب نہیں رہ جاتے ہیں وہیں ان کے مزاج میں بے صبری اور چڑچڑا پن ہوتا ہے اور اسی لیے باری تعالیٰ نے فرمایا:

انہیں اف نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکو اور ان سے ادب کے ساتھ بات کرو اور ان کے لیے عاجزی اور مہربانی کے ساتھ بازو جھکا دو۔ (بنی اسرائیل: ۲۳۔ ۲۴)

والدین کے درجات اور فرماں برداری کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن میں تقریباً سترہ مقامات پر اللہ نے والدین کا تذکرہ فرمایا اور کم از کم چار مقامات ایسے ہیں جہاں اپنی اطاعت کے بعد والدین کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ قربِ قیامت جہاں عجیب وغریب واقعات رونما ہوں گے وہیں ایک وبا ایسی بھی ہوگی جس کے متعلق اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ''ایک شخص ایسا ہوگا جو اپنی ماں کی نافرمانی کرے گا اور بیوی کا فرماں بردار ہوگا، اپنے دوستوں سے نرمی سے پیش آئے گا اور اپنے باپ کو نظر انداز کرے گا۔ (ترمذی)

والدین اولاد کے لیے دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہیں اور ان کے جتنی عزت وتوقیر کی جائے گی اسی قدر اولاد سعادت سے سرفراز ہوگی۔ ان کی دعائیں دنیا وآخرت میں کامیابی کا زینہ ہیں اور ان کی ناراضگی اللہ کی ناراضگی ہے۔ اسی لیے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: 'وہ شخص ذلیل وخوار ہو، عرض کیا یا رسول اللہ کون ذلیل وخوار ہو؟ آپؐ نے فرمایا: ''وہ شخص جو اپنے ماں باپ میں سے کسی ایک یا دونوں کو بڑھاپے کی حالت میں پائے پھر (ان کی خدمت کے ذریعہ) جنت میں داخل نہ ہو۔'' (صحیح مسلم)

جہاں تک دوسرے شخص اور اس پاک باز خاتون کا تعلق ہے، تو ہم اُس شخص کی دلی کیفیت کا اندازہ کریں کہ دورِ شباب میں کسی عورت سے اس قدر محبت کرنا کہ اس کا تصور بھی مشکل ہو، اسے حاصل کرنے کے لیے اپنی تمام تر توانائی صرف کر دینا اور جب وہ موقع میسّر آجائے جس کا وہ عرصہ دراز سے منتظر رہا ہو فقط ایک یاد دہانی پر خشیتِ الٰہی سے لرز اٹھنا اور باوجود پوری قدرت کے اس عمل بد سے باز رہتے ہوئے خلوص نیت کے ساتھ اللہ کی جانب تائب ہو جانا آسان کام نہیں ہو سکتا تھا۔ لہٰذا اس تاریک غار میں نازک ترین موقع پر اللہ نے بھی اپنے بندے کی دعا قبول فرمائی بالکل اُسی طرح جیسے اس نے پچھلی

کے پیٹ میں اپنے نبی یونسؑ کی مدد فرمائی تھی۔

تو اس (یونس) نے اندھیروں میں اللہ کو پکارا پھر ہم نے اس کی دعا قبول کرلی اور ہم نے اسے غم سے نجات دی اور ہم اسی طرح مومنوں کی نجات دیا کرتے ہیں۔(انبیاء ۸۸۔۸۷)

معلوم ہوا کہ ہر حال میں اللہ کا خوف رکھنا ہی تمام نیکیوں کی جڑ ہے اور خلوص نیت کے ساتھ جو کوئی اللہ کے حضور توبہ کرتا ہے اللہ اس کی توبہ ضرور قبول فرماتے ہیں۔

> موتی سمجھ کے شان کریمی نے چن لیے
> قطرے جو تھے میرے عرقِ انفعال کے
> (اقبالؒ)

اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر اس سے زیادہ خوش ہوتے ہیں جتنا تم میں سے کوئی اپنی گم شدہ سواری کو جنگل میں پالینے سے خوش ہوتا ہے۔(صحیح مسلم)

اس واقعہ میں موجود تیسرا شخص ہمارے معاشرے کے اس حصہ کی نمائندگی کرتا ہے جس کا تعلق حقوق العباد سے ہے اور اس کی پامالی اب ہمارے نزدیک کوئی قابل گرفت عمل نہیں رہی ہے۔نیز کاروباری اور لین دین کے معاملات بھی اسفل ترین سطح پر پہنچ چکے ہیں جن کی مثال ایک ناتواں جسم میں ایسی بیماری کی سی ہو چلی ہے جس کے نتائج انتہائی ہلاکت خیز ہوتے ہیں۔آج تمام اقوام عالم کا ہم پر ٹوٹ پڑنا، ہم پر کم ہمتی اور غفلت کا مسلّط ہو جانا کوئی اتفاق نہیں بلکہ ''خود کردہ لاعلاجِ نیست'' کے مصداق ہمارے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہے۔

> کہنے لگے کہ ہم کو تباہی کا غم نہیں
> میں نے کہا وجہِ تباہی اصلاً یہی تو ہے
> ہم ناداں عذابِ الٰہی سے کتنے بے خبر
> تو اے بے خبر عذابِ الٰہی اصلاً یہی تو ہے

حقوق العباد ہی کے ضمن میں ایک انتہائی اہم حدیث ملاحظہ کریں۔حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تین طرح کے لوگ ایسے ہیں جن کا قیامت کے روز میں فریق بنوں گا:

۱۔جس نے میرے نام پر وعدہ کیا اور وعدہ خلافی کی۔

۲۔وہ شخص جس نے کسی آزاد کو بیچ کر اس کی قیمت کھائی۔

۳۔جس نے مزدور کام پر رکھا پھر اس سے کام تو پورا لیا لیکن مزدوری اسے نہ دی۔(بخاری)

حقوق العباد کی اہمیت اور اس کے مقام کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ عبادات کا اجر وثواب حقوق العباد کی ادائیگی پر موقوف ہوتا ہے۔جو بندہ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کا اہتمام کرتا ہے لیکن بندوں کے حقوق کی ادائیگی میں غفلت برتتا ہے تو اگرچہ اس کی عبادتیں ادا ہو جاتی ہیں تاہم اسے اس وقت تک اجر وثواب نہیں ملتا جب تک کہ وہ حقوق العباد ادا نہ کرے۔

حقوق العباد میں کوتاہی نے ہمارے معاشرے کی شکل بگاڑ کر اسے جنگل بنا دیا ہے جہاں ہر کوئی ایک دوسرے کے حقوق کو روند کر نام نہاد ترقی کی خواہش میں ہوس اور لالچ کی ہر حد کو پھلانگ جاتا ہے۔ہمارا معاشرہ تقسیم در تقسیم ہوتا جا رہا ہے، خاندانی رقابتیں بڑھتے بڑھتے باہمی تصادم کی صورت اختیار کر رہی ہیں، ہم نے ایک دوسرے سے بغض وحسد اور عداوت کا بازار گرم کر رکھا ہے اور ہماری اس روش نے ہمیں پوری دنیا میں رسوا کر کے رکھ دیا ہے حتیٰ کہ غیر مسلموں میں یہ تاثر عام ہے کہ کسی مسلمان کے ساتھ لین دین کا کوئی معاملہ نہ کیا جائے کیوں کہ سوائے دھوکے کے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔افسوس ہم اس نبیؑ کے امتی ہیں جن کے جانی دشمن بھی انہیں امین و صادق کے لقب سے پکارتے تھے اور باوجود عداوت کے اپنا مال بطورِ امانت ان کے پاس رکھتے تھے۔اسی نبی ﷺ نے فرمایا کہ ''جو شخص کسی کی بالشت بھر زمین بھی از راہ ظلم لے گا قیامت کے روز بطور طوق اس کی گردن میں ڈالی جائے گی''۔(بخاری)

نیک صحبت: اس حدیث مبارکہ پر مزید غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ ان حضرات نے اپنے ہی جیسے خدا ترس لوگوں کی رفاقت اختیار کی لہٰذا وہ اچھے انجام کو پہنچے۔ہمیں بھی محتاط رہنا چاہئے کہ ہم کس کی صحبت اختیار کر رہے ہیں۔کیوں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ''آدمی اپنے دوست کے دین اور روش پر ہوتا ہے۔لہٰذا وہ دیکھے کی وہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔(ابوداؤد، مسند احمد)

صحبت صالح ترا صالح کند صحبت طالح ترا طالح کند (رومی)

نیک لوگوں کی صحبت نیک بنا دیتی ہے بری صحبت برا بنا دیتی ہے۔

ہماری موجودہ نسل میں پائی جانے والی خرابیوں کی ایک اہم وجہ غلط صحبت کا اختیار کرنا بھی ہے لہٰذا ہمیں اپنی اور اپنی اولادوں کی صحبت کو لے کر ہمیشہ فکر مند رہنا چاہئے کیوں کہ بارہا ایسا ہوا ہے کہ انتہائی نیک گھرانے کے بچے بھی بری صحبت کا شکار ہو کر غلط راستوں پر چل نکلے، جس کا ماتم اقبالؒ نے کچھ اس طرح کیا ہے:

ہوئی نہ زاغ میں پیدا بلند پروازی
خراب کر گئی شاہین بچے کو صحبتِ زاغ

دعا کی اہمیت:

ایک ایمان والے کا معاملہ تو یہ ہوتا ہے کہ حالات کیسے ہی سخت ہوں وہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتا۔ وہ اللہ ہی پر توکل کرتا ہے اور اسی کو مدد کے لیے پکارتا ہے کیوں کہ اللہ ہی قادرِ مطلق ہے اور حالت کو پلٹ دینا اسی کے اختیار میں ہے۔ اپنی اور امت کی اصلاح و سرفرازی، دائمی خیر و بھلائی اور موجودہ مصائب کے ازالے کا اہم طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اخلاص، دلی توجہ اور گڑگڑا کر دعا کی جائے، دعا پیش آمدہ مشکلات کے لیے بہترین اکسیر ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے: تمہارے رب نے فرمایا مجھے پکارو میں تمہاری تمہاری دعا قبول کروں گا۔ (سورہ غافر: ۶۰)

اور اس کے رسولؐ نے فرمایا: اللہ کے کے یہاں کوئی چیز بھی دعا سے بڑھ کر معزز نہیں ہے۔ (ترمذی)

دعا سے بے رغبتی وہی شخص کرسکتا ہے جو اسلام اور مسلمانوں کے حوالے سے اپنی ذمہ داری میں کوتاہی برت کر دنیا و آخرت میں اپنا نصیب کھو دینا چاہتا ہو۔

عافیت میں اللہ سے تعلق:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: پس میرا ذکر کیا کرو میں بھی تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔ (البقرہ۔ ۱۵۳)

جس طرح اُن صالح حضرات نے اپنی آسانی کے دور میں اپنے رب کو یاد رکھا اُسی طرح ہمیں بھی اپنی آسانی کے وقت اللہ سے اپنے تعلق کو استوار کرنے کی کوشش جاری رکھنی چاہئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو:

(۱) موت سے پہلے زندگی کو (۲) بیماری سے پہلے صحت و عافیت کو (۳) مصروفیت سے پہلے فرصت کے اوقات کو (۴) بڑھاپے سے پہلے جوانی کو (۵) محتاجی سے پہلے فارغ البالی (بے فکری) کو۔ (حاکم)

حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں اللہ کے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپؐ نے میری طرف پلٹ کر دیکھا اور فرمایا: ''اے نوجوان تم ہمیشہ اللہ کے احکام کی حفاظت کرنا اللہ تمہاری حفاظت کرے گا۔ اگر تم اللہ کے احکام کی حفاظت کروگے تو تم اللہ کو اپنے آگے پاؤگے۔ تم اپنی آسانی کے دور میں اللہ کو یاد رکھو اللہ تمہیں تمہاری مشکلات کے دور میں یاد رکھے گا۔ (طبرانی)

آخری چند باتیں:

اس دورِ ابتلاء میں ہم بہ حیثیت امت کے ایک ایسے غار میں پھنسے ہوئے ہیں، جس کے دہانے پر ہزاروں لاکھوں پتھر گر چکے ہیں اور اس تاریک غار سے ہمارا نکلنا انتہائی مشکل ہو چکا ہے۔ علاوہ ازیں آج ہر وہ عمل جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کے خلاف ہوگا، چاہے وہ انفرادی ہو یا اجتماعی، امت کے مصائب میں اضافہ کرے گا اور غار میں تکالیف کے دور کو بڑھاتا چلا جائے گا۔ لہٰذا اس امت کے احیاء کے لیے زوال کے اس غار میں پھنسے ہوئے ہر ایمان والے کو اپنی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ چاہے آپ ایک طالب علم ہوں یا استاد، سرکاری ملازم ہوں یا تاجر، ڈاکٹر ہوں یا انجینیر، باپ ہوں یا بیٹے، آپ کو ہر حال میں ہر جگہ امت کی تئیں اپنی ذمہ داری نبھانا ہے اور اسی جگہ کو اپنا محاذ بنانا ہے کیوں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے اصحاب کو نیکی کے جس میدان میں پایا وہیں ان کی حوصلہ افزائی فرمائی اور اسی جگہ کو ان کا ممبر بنا دیا۔

یاد رکھیں! اپنی قوم کی فکر اور نمائندگی کوئی پیشہ نہیں ہے۔ اگر ہم مسلمان ہیں تو جہاں کہیں بھی ہیں ہم اس امت کا حصہ اور اس دین کے نمائندہ ہیں۔

اب آخر میں لمحہ بھر رُک کر غور کریں کہ ان تین اشخاص کے ساتھ اگر میں چوتھا ہوتا تو آیا میرا کوئی ایسا عمل بھی تھا جو میں نے خلوص نیت کے ساتھ فقط اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے اپنی ذات یا اپنی قوم کے لئے کیا تھا، جس سے یہ مصیبت آسان ہو جاتی یا میں اپنے ان تینوں ساتھیوں کو بھی اپنے ساتھ لے کر ڈوب جاتا۔۔۔؟؟؟

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ (ھود:۸۸)

دشمنوں سے معرکہ آرائی سے متعلق انحراف

مصطفی مشہورؒ

ہم جانتے ہیں کہ دشمنانِ اسلام کی تعداد زیادہ ہے اور ان کے پاس طاقت کے وسائل اور نوع بہ نوع بے شمار اسلحے ہیں اور وہ سائنس کی مدد سے نت نئے اور ترقی یافتہ مہلک اور تباہ کن ہتھیاروں کی تیاری میں لگے ہوئے ہیں۔ اسی طرح انھوں نے مسلمانوں کے مختلف فرقوں، گروہوں اور ملکوں کے درمیانی نفسیاتی، معاشی، اجتماعی اور ابلاغی جنگ چھیڑ رکھی ہے۔ اور ہر طرح سے ان کے درمیان انتشار پیدا کرنے اور اختلافات بھڑکانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ سب باتیں معلوم ہونے کے باوجود اسلام کے لیے کام کرنے والوں کے سامنے اس کے علاوہ اور کوئی راہ نہیں ہے کہ وہ ان دشمنانِ اسلام کے مقابلے میں اُٹھ کھڑے ہوں۔ اس لیے کہ اُن کا مقابلے کیے بغیر اللہ کے دین کے غلبہ اور اسلامی حکومت کے قیام کا کام کیسے پورا ہوسکتا ہے؟ اور دشمنوں کے ساتھ مقابلہ آرائی صرف اسلام کے دفاع اور اس کی اشاعت و تبلیغ کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے کے لیے ہوگی تاکہ یہ خدائی پیغام تمام بندگانِ خدا تک بلا کسی دشواری کے بے کم و کاست پہنچ جائے۔ اس سلسلے میں اسلام کے لیے کام کرنے والوں کی طرف سے نہ تو پہل ہوگی اور نہ کسی طرح کی زیادتی ہوگی۔

دشمنوں کی طاقت کے متعلق موقف کے سلسلے میں بھی بسا اوقات انحراف اور بعض غلط تصورات رونما ہوجاتے ہیں۔ جن کے بارے میں خبردار کرنا ضروری ہے تاکہ ان کا ازالہ ہوسکے۔

۱۔ اپنی قوت کے بالمقابل دشمنوں کی قوت کو اس طرح سے بڑا سمجھنا کہ اس کے نتیجے میں ان کے سامنے خوف، دہشت اور کم زوری لاحق ہوجائے اور ان کا مقابلہ نہ کرسکیں۔ یا ان کی طاقت کو اتنا سمجھیں کہ ان کے ساتھ صلح کرنے اور ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہوجائیں۔ یہاں ہمارے ذہن و دماغ میں یہ بات جاگزیں ہونی چاہئے کہ اہلِ ایمان کی قوت اور تائید کا منبع اللہ کی ذات ہے۔ "وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" (سورہ الفتح) ترجمہ: ''اور زمین و آسمان کے سب لشکر اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔'' اور اللہ تعالیٰ چاہے تو ہماری شرکت کے بغیر بھی دشمنوں کو شکست دیدے۔ دشمنوں کی ساری طاقت پرِ کاہ کے برابر بھی وزن نہیں رکھتی۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو ہماری شرکت کے بغیر بھی دشمنوں پر غالب آجائے مگر یہ اس کی سنت کے خلاف ہے جیسا کہ اس کا ارشاد ہے۔ "سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ۔" (محمد:۴) ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ ان کی رہ نمائی فرمائے اور ان کا حال درست کردے گا۔'' چناں چہ اللہ ہمیں اپنی تائید پر فخر کرنے اور دشمنوں کے سامنے کم زوری نہ دکھانے کی دعوت دیتا ہے۔ فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ (محمد ۳۵) ترجمہ: ''پس تم بودے نہ بنو اور صلح کی درخواست مت کرو، تم ہی غالب رہنے والے ہو۔ اللہ تمہارے ساتھ ہے اور تمہارے اعمال کو وہ ہرگز ضائع نہ کرے گا۔'' اور فرماتا ہے۔ "إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا ۚ سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ (الانفال:۱۲)'' اور وہ وقت جب کہ تمہارا رب فرشتوں کو اشارہ کر رہا تھا میں تمہارے ساتھ ہوں۔ تم اہل ایمان کو ثابت قدم رکھو۔ میں ابھی ان کافروں کے دلوں میں رعب ڈالے دیتا ہوں۔ پس تم ان کی گردنوں پر ضرب اور جوڑ جوڑ پر چوٹ لگاؤ۔''

دوسری جگہ ارشادِ ربانی ہے۔ "فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۚ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ۚ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (الانفال:۱۷)

ترجمہ: ''سو تم نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا، اور تو نے مٹی

نہیں پھینکی جبکہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی تھی، تاکہ ایمان والوں پر اپنی طرف سے خوب احسان کرے، بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔"

۲۔اس کے بالمقابل یہ بھی ایک طرح کا انحراف اور بہت بڑی غلطی ہوگی کہ ہم سرے سے دشمنانِ اسلام کی طاقت کو کوئی اہمیت ہی نہ دیں اور اس کے نتیجے میں اہل ایمان کی قوت شکست سے دوچار ہو جائے یا ان کا بالکل خاتمہ ہو جائے اور وہ مکمل طور پر تباہ و برباد ہو کر رہ جائیں۔

۳۔جہادی قیادت کا غلط انتخاب بایں طور پر کہ قیادت نااہل اور ناتجربہ کار لوگوں کے ہاتھوں میں آجائے اور سارا جہادی عمل تل پٹ ہو کے رہ جائے اور نتیجہ زبردست شکست اور خسارے کی صورت میں سامنے آئے۔اس لیے ضروری ہے کہ جہادی قیادت کے لیے ایسے لوگوں کو منتخب کیا جائے جن میں ایمانی قوت، فنی مہارت اور ذاتی صلاحیت دونوں جمع ہوں اور اس سلسلے میں کسی کی خوشی یا ناراضی کو ہرگز مدنظر نہ رکھا جائے۔اس لیے کہ یہ مسئلہ انتہائی سنگین ہے اور اس کے نتائج بھی سنگین ہیں۔

۴۔اس طرح کے مواقع پر عام لوگوں اور خاص طور پر قائدین کے درمیان اختلافات اور انتشار کا رونما ہو جانا بھی ایک طرح کا انحراف ہے اور اکثر اس کے نتیجے میں ناکامی اور شکست سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے خبردار کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ(۴۵) وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ(۴۶)

ترجمہ:اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب کسی گروہ سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو کہ تمہیں کامیابی نصیب ہوگی اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑو نہیں ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہوگی اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔صبر سے کام لو یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"اور فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ(۴)

ترجمہ:اللہ کو تو پسند وہ لوگ ہیں جو اس کی راہ میں اس طرح صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں گویا کہ وہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔" اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب ہم باہم شیر و شکر ہو جائیں اور اختلافات کو پس پشت ڈال کر ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں۔

۵۔انحراف کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ دشمن کے مقابلے کے لیے عجلت پسندی سے کام لیا جائے اور ایسی منصوبہ بندی نہ کی جائے جو دشمن کی پوزیشن سے متعلق درست اندازے، بھرپور معلومات اور ہمہ جہتی جائزے پر مبنی ہو۔

خاص طور پر اس زمانے میں جب کہ جنگ کے طور طریقے یکسر نئے اور ترقی یافتہ ہو گئے ہیں۔اس لیے آج کے دور میں ہمیشہ اس بات کی ضرورت ہے کہ دشمن کے اسالیب اور ہر طرح کے احتمالات کا جائزہ لے کر مضبوط منصوبہ بندی کی جائے اور ماضی کی غلطیوں اور تجربوں سے بھرپور فائدہ اٹھایا جائے۔

۶۔بے حوصلے لوگوں اور منافقوں کی بات پر کان دھرنا اور ان کی بے حوصلگی سے متاثر ہونا بھی ایک طرح کا انحراف ہے۔چناں چہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّ لَا۟اَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَ فِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ(۴۷)

ترجمہ:اگر وہ تمہارے ساتھ نکلتے تو وہ تمہارے اندر خرابی کے سوا کسی چیز کا اضافہ نہ کرتے۔وہ تمہارے درمیان فتنہ پردازی کے لیے دوڑ دھوپ کرتے اور تمہارے گروہ کا حال یہ ہے کہ ابھی ان میں بہت سے ایسے لوگ موجود ہیں جو ان کی باتوں کو کان لگا کر سنتے ہیں۔اللہ ان ظالموں کو خوب جانتا ہے۔"

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ؕ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ(۸۱)

ترجمہ: جن لوگوں کو پیچھے رہ جانے کی اجازت دی گئی تھی وہ اللہ کے رسولؐ کا ساتھ نہ دینے اور گھر بیٹھے رہنے پر خوش ہوئے اور انہیں گوارا نہ ہوا کہ اللہ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کریں۔انہوں نے لوگوں سے کہا کہ"اس سخت گرمی میں نہ نکلو۔" ان سے کہو کہ جہنم کی آگ اس سے زیادہ گرم ہے۔کاش انہیں اس کا شعور ہوتا۔

اس لیے بیٹھ رہنے والوں اور منافقین کے مقابلے میں ہمیشہ مجاہدین کی صف پر اطمینان کرنا چاہیے اور ان کے اثرات سے مجاہدین کی صف کو محفوظ رکھنا

چاہئے۔ بلکہ ایسے عناصر سے صف کو پاک کرنا چاہئے۔

۷۔ دشمن کے مقابلے کے سلسلے میں ایک طرح کا انحراف یہ بھی ہے کہ ہم کثرتِ تعداد اور اسلحے کی فراوانی، فنی صلاحیت اور اچھی تربیت وغیرہ اسباب پر مگن ہوجائیں اور یہ بھول جائیں کہ مدد اللہ کے پاس سے آتی ہے نہ کہ ان چیزوں کی مرہونِ منت ہے اور بہت ممکن ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے نفس کے حوالے کردے تو ہم ہزیمت سے دوچار ہوجائیں۔ اس آیت سے یہی مفہوم ثابت ہوتا ہے۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْئاً وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُم مُّدْبِرِينَ(۲۶) ثُمَّ أَنزَلَ اللهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنزَلَ جُنُوداً لَّمْ تَرَوْهَا وَعذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُواْ وَذَلِكَ جَزَاء الْكَافِرِينَ(۲۶)

ترجمہ: اللہ اس سے پہلے بہت سے مواقع پر تمہاری مدد کرچکا ہے۔ ابھی غزوہ حنین کے روز (اس کی دستگیری کی شان میں تم دیکھ چکے ہو) اس روز تمہیں اپنی کثرتِ تعداد کا غرہ تھا مگر وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین اپنی وسعت کے باوجود تم پر تنگ ہوئی اور تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے۔ پھر اللہ نے اپنی سکینت اپنے رسولؐ پر اور مومنین پر نازل فرمائی اور وہ لشکر اتارے جو تم کو نظر نہ آتے تھے اور منکرین حق کو سزا دی کہ یہی بدلہ ہے ان لوگوں کے لیے جو حق کا انکار کریں۔"

وَمَا جَعَلَهُ اللهُ إِلاَّ بُشْرَى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُم بِهِ وَمَا النَّصْرُ إِلاَّ مِنْ عِندِ اللهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ (آل عمران:۱۲۶)

ترجمہ: "یہ بات اللہ نے تمہیں اس لیے بتادی کہ تم خوش ہوجاؤ اور تمہارے دل مطمئن ہوجائیں۔ فتح ونصرت جو کچھ بھی ہے سب اللہ کی طرف سے ہے جو بڑی قوت والا اور دانا و بینا ہے۔"

> کسی ایک معرکہ یا زیادہ معرکوں میں مسلمانوں کی شکست کے وقت داخلی شکست اور نفسیاتی گراوٹ بھی ایک سنگین ترین انحراف ہے۔ یہ اہل ایمان کی شان کے بالکل منافی ہے۔ اس لیے کہ اس سے حوصلے پست ہو جاتے ہیں، آپس میں طعن وتشنیع اور اختلافات کی فضا جنم لیتی ہے اور بسا اوقات ناکامی ومایوسی کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ ہمیں غزوہ احد میں نبی ﷺ کے موقف کو سامنے رکھنا چاہئے کہ احد کی شکست کے بعد کیسے آپ نے انہی مجاہدوں کو مشرکین کا پیچھا کرنے کا حکم دیا۔

۸۔ زمین سے چپک کر رہ جانا اور نفیر عام پر لبیک نہ کہنا بھی انحراف ہی کی ایک شکل ہے۔ اس لیے کہ اس کے سبب اہلِ ایمان شکست کھاجائیں گے اور دشمن غالب آجائیں گے۔ یہی وجہ کہ اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کو اس انحراف سے ہوشیار کرتا ہے اور ایسا کرنے کی صورت میں انہیں دردناک عذاب کی دھمکی دیتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمُ انفِرُواْ فِي سَبِيلِ اللهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الأَرْضِ أَرَضِيتُم بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الآخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الآخِرَةِ إِلاَّ قَلِيلٌ (۳۸) إِلاَّ تَنفِرُواْ يُعَذِّبْكُمْ عَذَاباً أَلِيماً وَيَسْتَبْدِلْ قَوْماً غَيْرَكُمْ وَلاَ تَضُرُّوهُ شَيْئاً وَاللهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (۳۹)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو تمہیں کیا ہوگیا کہ جب تم سے اللہ کی راہ میں نکلنے کے لیے کہا گیا تو تم زمین سے چمٹ کر رہ گئے۔ کیا تم نے آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کو پسند کرلیا؟ ایسا ہے تو تمہیں معلوم ہو کہ دنیوی زندگی کا یہ سب سروسامان آخرت میں بہت تھوڑا نکلے گا۔ تم نہ اٹھو گے تو خدا تمہیں دردناک سزا دے گا اور تمہاری جگہ اور گروہ کو اٹھائے گا اور تم خدا کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے۔ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

۹۔ نبرد آزمائی کے وقت پیٹھ پھیر لینا بھی انحراف ہی کی ایک قسم ہے۔ ہاں کسی جنگی چال یا کسی گروہ سے جاملنے کے لیے ایسے کیا جاسکتا ہے۔ اس لیے کہ اس کے سبب بھی مسلمانوں کو شکست ہوسکتی ہے اور دشمنوں کو غلبہ حاصل ہوگا۔ اور نتیجہ یہ ہوگا کہ مسلمان اپنے دین کے تئیں فتنے میں پڑ جائیں گے۔ اس بات کی وضاحت ان آیتوں میں اچھی طرح کی گئی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُواْ زَحْفاً فَلاَ تُوَلُّوهُمُ الأَدْبَارَ (۱۵) وَمَن يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلاَّ مُتَحَرِّفاً لِّقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزاً إِلَى فِئَةٍ فَقَدْ بَاء بِغَضَبٍ مِّنَ اللهِ وَمَأْوَاهُ

جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ (۱٦)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ایک لشکر کی صورت میں اہلِ کفر سے جب تمہارا مقابلہ ہو تو اُن سے پیٹھ نہ پھیرو۔جس نے بھی اُس دن اُن سے پیٹھ پھیری۔ یہ اور بات ہے کہ جنگی چال کے طور پر یا دوسری ٹکڑی سے ملنے کے لیے ایسا کرے۔اس کے حصہ میں اللہ کا غضب آیا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بدترین منزل ہے۔''

۱۰۔دشمنوں پر غلبے کے حصول کی صورت میں اللہ کے شکر اور تواضع کے ساتھ عزت کے بجائے غرور اور تعلّی کا شعور ذہن پر چھا جائے۔اس سلسلے میں رسولؐ نے ہمارے لیے بہترین اسوہ پیش فرمایا ہے۔آپ مکے میں فاتح اور غالب کی حیثیت سے داخل ہوئے۔تو اس وقت آپ انتہائی متواضع تھے۔آپ کا سرِ مبارک خشوع کی وجہ سے جھکا ہوا تھا اور آپ اللہ کی اس عظیم نصرت کے اعتراف سے سرشار تھے۔

۱۱۔کسی ایک معرکہ یا زیادہ معرکوں میں مسلمانوں کی شکست کے وقت داخلی شکست اور نفسیاتی گراوٹ بھی ایک سنگین ترین انحراف ہے۔ یہ اہلِ ایمان کی شان کے بالکل منافی ہے۔اس لیے کہ اس سے حوصلے پست ہو جاتے ہیں، آپس میں طعن وتشنیع اور اختلافات کی فضا جنم لیتی ہے اور بسا اوقات ناکامی ومایوسی کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ہمیں غزوہ احد میں نبی ﷺ کے موقف کو سامنے رکھنا چاہئے کہ احد کی شکست کے بعد کیسے آپؐ نے انہی مجاہدوں کو مشرکین کا پیچھا کرنے کا حکم دیا۔

پھر دیکھے اللہ تعالیٰ ہزیمت کے اثرات کو زائل کرنے کے لیے فرماتا ہے۔

وَلاَ تَهِنُوا وَلاَ تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِيْنَ (139) إِن يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُ وَتِلْكَ الأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَاء وَاللّهُ لاَ يُحِبُّ الظَّالِمِيْنَ (140) وَلِيُمَحِّصَ اللّهُ الَّذِيْنَ آمَنُواْ وَيَمْحَقَ الْكَافِرِيْنَ (141)

''دل شکستہ نہ ہو،غم نہ کرو۔تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔اس وقت اگر تمہیں چوٹ لگی ہے تو اس سے پہلے ایسی ہی چوٹ تمہارے مخالف فریق کو بھی لگ چکی ہے۔ یہ تو زمانے کے نشیب وفراز ہیں جنہیں ہم لوگوں کے درمیان گردش دیتے رہتے ہیں۔تم پر یہ وقت اس لیے لایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ دیکھنا چاہتا تھا کہ تم میں سے سچے مومن کون ہیں؟ اور ان لوگوں کو چھانٹ لینا چاہتا تھا جو واقعی (راستی کے) گواہ ہوں،کیوں ظالم لوگ اللہ کو پسند نہیں ہیں۔''

اور ایسا اس لیے ہوا کہ اللہ تعالیٰ جان لے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور جنہوں نے سختیوں کے وقت صبر سے کام لیا اور نہ کسی طرح کی کمزوری دکھائی اور نہ ایک دوسرے کے تعاون سے دست کش ہوئے۔اسی طرح اللہ نے ان کی تعریف اس وقت فرمائی جب وہ زخمی ہونے کے باوجود کفار کا پیچھا کرنے کا حکم ملتے ہی اس کی تعمیل میں لگ گئے۔

170) يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّهِ وَفَضْلٍ وَأَنَّ اللّهَ لاَ يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ (171) الَّذِيْنَ اسْتَجَابُواْ لِلّهِ وَالرَّسُولِ مِن بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِيْنَ أَحْسَنُواْ مِنْهُمْ وَاتَّقَواْ أَجْرٌ عَظِيْمٌ (172) الَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُواْ لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَاناً وَقَالُواْ حَسْبُنَا اللّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ (173) فَانقَلَبُواْ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُواْ رِضْوَانَ اللّهِ وَاللّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيْمٍ (174) إِنَّمَا ذَلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءهُ فَلاَ تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِيْنَ (175)

ترجمہ:''وہ اللہ کے انعام اور اس کے فضل پر شاداں وفرحاں ہیں اور ان کو معلوم ہو چکا ہے کہ اللہ مومنوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا ہے۔(ایسے مومنوں کے اجر کو) جنہوں نے زخم کھانے کے بعد بھی اللہ اور رسولؐ کی پکار پر لبیک کہا۔ان میں جو اشخاص نیکوکار اور پرہیزگار ہیں ان کے لیے بڑا اجر ہے۔جن سے لوگوں نے کہا تمہارے خلاف بڑی فوجیں جمع ہوئی ہیں ان سے ڈرو تو یہ سن کر ان کا ایمان بڑھ گیا اور انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔آخرکار وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت اور فضل کے ساتھ پلٹ آئے۔ان کو کسی قسم کا ضرر نہ پہنچا اور اللہ کی رضا پر چلنے کا شرف بھی انہیں حاصل ہو گیا۔اللہ بڑا فضل فرمانے والا ہے۔اب تم کو معلوم ہو گیا کہ وہ دراصل شیطان تھا جو اپنے دوستوں سے خواہ مخواہ ڈرا رہا تھا۔لہٰذا تم انسانوں سے نہ ڈرنا،مجھ سے ڈرنا اگر تم حقیقت میں صاحب ایمان ہو۔''

طارق چودھری

"توہین رسالت گوارا نہیں"

توہین مذہب و رسالت مسلمانوں کے نزدیک صرف شرارت نہیں ہے، یہ ایسی شرانگیزی اور فساد فی الارض ہے جو کرہ ارض کو خون میں نہلا اور جلا کر راکھ کر دے گا۔ فرانس کے صدر نے توہین آمیز خاکوں کے بارے تعصب کا اظہار کر کے پوری امت مسلمہ کو افسردہ اور اس کے نوجوانوں کو مشتعل کر دیا ہے

عبداللہ کی شہادت رائیگاں ہے نہ عمران خان، طیب اردگان اور مہاتیر محمد کی آواز صدا بصحرا۔ ان کی آواز دور تک اور غور سے سنی جا رہی ہے اور دوسری طرف سے بڑا حوصلہ افزا جواب آیا ہے جس سے امیدیں روشن ہوئیں اور میکرون جیسے سیاستدانوں کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔ یہ اونچی لے کی طاقتور آوازیں ہماری آواز میں آن شامل ہوئی ہیں۔ ان میں پہلی اور سب سے طاقتور آواز جرمنی کی چانسلر انجیلا مرکل کی ہے، وہ کہتی ہیں:

"ہمارے ملک میں ان تمام لوگوں کو اظہار رائے کی آزادی حاصل ہے جو اپنی رائے کا اظہار نہیں کر سکتے۔ میں ان سے کہتی ہوں کہ اگر آپ کوئی ٹھوس بات کہتے ہیں تو آپ کو یہ حقیقت سمجھ لینی چاہیے کہ آپ کی رائے کو مسترد کرنے سے اس کی وقعت صفر نہیں ہو جائے گی تاہم اظہار رائے کی آزادی کی محدودات ہیں۔ جہاں سے نفرت کی حد شروع ہو جائے اظہار رائے کی آزادی وہاں آ کر رک جاتی ہے، جہاں لوگوں کا وقار داؤ پر لگا ہو وہاں اظہار رائے کی آزادی شروع ہو جاتی ہے۔ یہ ایوان انتہا پسندی پر مبنی خیالات کی ضرور مخالفت کرے گا۔ دوسری صورت میں ہمارا سماج ایک آزاد معاشرہ نہیں رہ پائے گا جیسا کہ پہلے آزاد تھا" ایوان میں پرجوش تالیوں اور ڈسک بجانے کی پرشور آواز پوری قوم کے عزم کا اظہار تھا، والہانہ اظہار، مسلمانوں کے حوصلہ افزا اور اپنی قوم کے لیے لائحہ عمل۔

دوسری آواز کینیڈا کے وزیراعظم جسٹن ٹروڈو کی ہے۔ انہوں نے کہا:
اظہار رائے کی حدود ضروری ہیں۔ الفاظ و اعمال کے دوسروں پر اثرات کا علم ہونا چاہیے، ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ غیر ضروری طور پر لوگوں کی دل آزاری نہ ہو، آزادی اظہار رائے کا دفاع کریں گے مگر یہ حدود کے بغیر نہیں ہونی چاہیے۔ ہمیں دوسروں کے لیے احترام کے ساتھ کام کرنا ہے۔ کوشش کرنی چاہیے کہ غیر ضروری طور پر لوگوں کی دل آزاری نہ ہو۔ ان پیچیدہ مسائل پر ذمہ داری کے ساتھ بات چیت کے لیے معاشرہ تیار ہے۔

فن لینڈ کے وزیر خارجہ پیکا ہاوستو نے کہا: "مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ جب ہم سیاہ فام افراد کا مذاق اڑاتے ہیں تو اس عمل کو نسل پرستی کہتے ہیں۔ جب ہم یہودیوں کی تحقیر کریں تو اسے صیہونی مخالف کہا جاتا ہے۔ جب عورتوں کی توہین کریں تو اسے صنفی امتیاز کہتے ہیں لیکن جب مسلمانوں کی تحقیر کریں تو ہم اسے اظہار رائے کی آزادی کا نام کیوں دے دیتے ہیں۔"

یورپ اور عیسائی دنیا کے بڑے رہنماؤں کے تاثرات کے بعد عمر رسیدہ سفید فام فرانسیسی خاتون مسز مریم پٹرونین اپنے صدر امینول میکرون سے ان لفظوں میں مخاطب ہیں: "مسٹر میکرون! ان لوگوں پر سلامتی ہو جنہوں نے ہدایت پر عمل کیا۔ مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ آپ اس بات پر حیران ہو رہے ہیں کہ خالص سفید نسل کیتھولک عیسائی فرانسیسی عورت "سوفی پٹرنین" نے 75 سال کی عیسائیت کے بعد کیوں اسلام قبول کیا ہے؟ اور وہ بھی مسلمانوں میں چار سال

قید کے دوران۔

مسٹر میکرون! میں آپ کے لیے چیزوں کو آسان بنا دیتی ہوں۔ ہاں، مسلمانوں کی قید میں تھی لیکن انہوں نے کبھی مجھے بری نظر سے دیکھا نہ ہاتھ لگایا۔ میرے ساتھ ان کا سلوک پروقار اور احترام کیسا تھا، وہ وسائل کی کمی کے باوجود مجھے کھانے پینے کی پیشکش کرتے اور مجھ کو خود پر ترجیح دیتے۔ انہوں نے ہمیشہ میری رازداری کا احترام کیا، کبھی کسی نے مجھے زبانی یا جسمانی ایذا رسانی کا نشانہ نہیں بنایا۔ انہوں نے میرے دین حضرت عیسیٰ اور کنواری مریم کی کبھی توہین نہیں کی جس طرح آپ حضرت محمدؐ کے ساتھ کرتے ہیں۔ انہوں نے مجھ پر اسلام مسلط نہیں کیا لیکن میں نے لوگوں میں ایسا اخلاق دیکھا کہ وہ خود کو پانی کے ساتھ پاک کرتے اور اللہ کے سامنے پانچ مرتبہ نماز کے لیے جھکتے اور ماہ رمضان کے روزے رکھتے۔

مسٹر میکرون! افریقہ کے ملک ''مالی'' کے مسلمان غریب ہیں اور ان کا ملک بھی غریب ہے، یہاں ایفل ٹاور نہیں ہے اور نہ ہی وہ ہماری فرانسیسی خوشبوؤں کے بارے میں کچھ جانتے ہیں لیکن وہ ہمارے مقابلے میں صاف ستھرے اور مخلص لوگ ہیں۔ ان کے پاس آرام دہ کاریں نہیں ہیں نہ ہی اونچے محلوں میں ان کی رہائش۔ لیکن وہ بادلوں کی طرح پاکیزہ اور ان کے ایمان پہاڑوں سے زیادہ مضبوط ہیں۔

مسٹر میکرون! کیا آپ نے اپنی زندگی میں قرآن کی تلاوت سنی ہے؟ جب وہ صبح اور رات کے وقت اپنی نماز میں قرآن کی تلاوت کرتے ہیں؟ یہ کتنا خوبصورت اور دلکش منظر ہے، تلاوت سن کر جسم کانپ اٹھتا اور روح طمانیت محسوس کرتی ہے۔ وہ اسے حفظ کرتے ہیں، یہ کوئی انسانی تقریر نہیں ہے بلکہ آسمانوں سے اترا الاہوتی راگ ہے، وہ صبح اور رات کو اس کی تسبیح کرتے ہیں، کیا آپ نے اپنی زندگی میں خدا کے لیے ایک سجدہ کیا؟ اور آپ کی پیشانی نے کبھی زمین کو چھوا ہے؟ آپ نے کبھی سجدے میں اپنے پروردگار سے سرگوشی کی اور اس کی نعمتوں کا شکر ادا کیا ہے جیسے کہ وہ کرتے ہیں؟ کیا کبھی آپ کو خدا کی قربت کا احساس ہوا ہے؟

مسٹر میکرون! ان کی عورتیں تارکول کی طرح کالی ہیں لیکن ان کے دل دودھ کی طرح سفید۔ وہ سادہ لباس پہنتی ہیں لیکن اپنے مردوں کی نظروں میں وہ سب سے خوبصورت ہیں۔ وہ غیر ملکی مردوں کے ساتھ گھل مل نہیں جاتیں۔ انہیں مرد پریشان نہیں کرتے، کوئی شخص شوہر کی عدم موجودگی میں کسی کے گھر داخل نہیں ہوتا، وہ شراب نہیں پیتے، جوا نہیں کھیلتے اور نہ زنا کے قریب جاتے ہیں۔ مسلمان تمام نبیوں حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ پر یقین رکھتے ہیں اور انہیں ہم سے زیادہ پیار کرتے ہیں اور ان کی والدہ مریم سے بے حد محبت اور عقیدت رکھتے ہیں۔ آپ مجھ سے پوچھ سکتے ہیں کہ وہ مسیح کو ہم سے زیادہ کیسے پسند کرتے ہیں۔ ہاں، وہ خداوند مسیح کو ہم سے زیادہ پیار کرتے ہیں کیونکہ ہمارے ملک نے مسیح کے نام پر بے گناہوں کا خون بہایا ہے، ملک ویران کئے ہیں اور ان کی دولت لوٹی ہے۔ لہٰذا مسلم ممالک کے وسائل سے لطف اٹھاتے اور ان کے حکمرانوں سے مختلف طریقوں پر خراج وصول کرتے ہیں۔ ہم تجارتی اور صارفین کے منصوبے مسلط رکھتے ہیں جس کی وجہ سے وہ ترقی نہیں کر پاتے۔ ہم ان میں بغاوت پھیلاتے اور ایک دوسرے کو مارنے کے لیے انہیں اسلحہ بیچتے ہیں اور پھر ہم انہیں دہشت گرد قرار دیتے ہیں لیکن انہوں نے مسیح کی اخلاقیات کے ساتھ مجھے اور دیگر یرغمالیوں کے ساتھ ایسا سلوک کیا جو ہم گرجا گھروں میں سیکھا تو کرتے تھے لیکن کبھی اس کا اطلاق نہیں کیا۔

میں نے ''مالی'' میں اپنے اسلام کا اعلان نہیں کیا تاکہ مجھ سے یہ نہ کہا جائے کہ میں نے جبر کی وجہ سے اسلام قبول کرلیا۔ میں نے فرانس پہنچنے کے بعد اپنی سرزمین پر آزادی کے ساتھ قبول اسلام کا اعلان کیا۔ میں اب فرانس کو اس کی دلکشی اور خوبصورتی کے ساتھ نہیں دیکھتی، غریب مالی زیادہ خوبصورت ہے۔ میں نے واپس آنے کا فیصلہ صرف اس وجہ سے کیا کہ اپنے اہل خانہ اور پیاروں کو اسلام کی دعوت دوں کیونکہ میں چاہتی ہوں کہ وہ اس مٹھاس کا مزہ چکھیں جو میں نے اکیلے عبادت سے چکھا ہے۔ اس کے لیے عبادت کروں جو رحمٰن ہے، رحیم ہے اور دنیا و آخرت میں ہماری بھلائی کا آرزومند۔ اب میں آپ کو اسلام کی دعوت دیتی ہوں جو حضرت آدمؑ کے زمانے سے تمام انبیاء اور رسولوں کا پیغام ہے، میں سلامتی کی دعا کے ساتھ رخصت ہوتی ہوں اور ان کو سلام ہو جو ہدایت پر عمل کرتے ہیں۔ یورپ میں اٹھنے والی یہ آوازیں مسلمان رہنماؤں کی آواز میں مل کر کہیں زیادہ توانا اور پر اثر بن جاتی ہے۔ ان کے ہم آہنگ ہونے سے عالمی اداروں میں اشتعال انگیزی کے خلاف رہنما اصول طے کرنے میں آسانی پیدا ہوگئی ہے۔ چنانچہ مسلم رہنماؤں کو جلد ہی ٹھوس لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیے۔ (بہ شکریہ روزنامہ 92)

مغرب کی بدباطنی:

مسلمانوں سے اسلام کی توہین قبول کرنے کا مطالبہ

(فرانسیسی اخبار چارلی ہیبڈو کی توہین رسالت)

شاہنواز فاروقی

اسلام کے حوالے سے مغرب کی بدباطنی ایک بار پھر پوری شدت سے سامنے آئی ہے۔ فرانس کے صدر عمانویل ماکروں نے کہا ہے کہ اگر مسلمانوں کو فرانس میں رہنا ہے تو انہیں اپنے دین کی توہین پر خاموش رہنا ہوگا۔ فرانس کے صدر نے ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے توہین رسالتؐ کا ارتکاب کرنے والے فرانسیسی اخبار چارلی ہیبڈو کا بھرپور دفاع کیا۔ انہوں نے اخبار کی مذمت کو ''اسلامی ثقافت'' قرار دیا۔ انہوں نے صاف کہا کہ فرانس میں رہنے والوں نے شہریت حاصل کرتے وقت فرانسیسی قوانین کی پاسداری کا حلف اٹھایا ہے، چنانچہ انہیں کسی صورت ایسی سرگرمیوں کی اجازت نہیں دی جاسکتی جو فرانس کے قوانین کے خلاف ہوں۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کارٹونوں کو بہرحال برداشت کرنا ہوگا، اس کی وجہ یہ ہے کہ فرانس کی حکومت اپنے شہریوں کو طنز و مزاح اور تنقید کی پوری آزادی دیتی ہے اور اسے فن کاروں کا حق سمجھتی ہے۔

اگرچہ مغرب خدا اور مذہب کے خلاف ہے اور اُس نے عیسائیت کے خدا، عیسائیت کے پیغمبر، اور عیسائیت کی آسمانی کتاب کے خلاف بھی بغاوت کی ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ مغرب گزشتہ ایک ہزار سال سے اپنی ساری توانائی اسلام اور پیغمبر اسلام محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلاف صرف کررہا ہے۔ ہندوازم ایک بڑا مذہب ہے، اور ہندوازم میں بت پرستی عام ہے، مگر مغرب نے ایک ہزار سال میں کبھی ہندوازم اور اُس کے دیوی دیوتاؤں کو طنز اور تنقید کا ہدف نہیں بنایا۔ ہندوازم میں اوتار کا درجہ رکھنے والے شری کرشن کی 11 ہزار سے زیادہ بیویاں تھیں مگر مغرب کو کبھی شری کرشن پر تیر چلاتے نہیں دیکھا گیا، لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گیارہ شادیوں کو اہلِ مغرب نے ہمیشہ اچھالا ہے۔ ہندوازم میں جنگوں یا جہاد کی ایک تاریخ ہے۔ 'مہابھارت' اس کا ٹھوس ثبوت ہے۔ مہابھارت میں شری کرشن نے بھی ایک رتھ بان کی حیثیت سے حصہ لیا تھا، مگر مغرب کبھی ہندوازم کے خون خرابے کا ذکر نہیں کرتا، البتہ اسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تلوار اور جہاد پر سخت اعتراض ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اسلام دراصل تلوار کے ذریعے پھیلا۔ اگرچہ مغرب کی نظر میں کسی بھی پیغمبر کی کوئی تقدیس نہیں، مگر ہم نے مغرب میں کارٹون صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بنتے دیکھے ہیں۔ مغرب حضرت موسیٰؑ یا حضرت عیسیٰؑ کے کارٹون بناتا تو مسلمانوں کو اس سے بھی سخت اذیت ہوتی اور وہ اس پر بھی احتجاج کرتے، مگر حقیقت یہ ہے کہ مغرب کے کسی ''فن کار'' کو حضرت موسیٰؑ یا حضرت عیسیٰؑ کا کارٹون بناتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عیسائی دنیا کی دشمنی بہت پرانی ہے۔ عیسائی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت سے قبل کہا کرتے تھے کہ اگر انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا زمانہ پایا تو وہ نہ صرف یہ کہ ان پر ایمان لائیں گے بلکہ ان کے ساتھ مل کر ان کے دشمنوں کے خلاف جہاد بھی کریں گے۔ مگر جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت ہوئی تو عیسائیوں کی عظیم اکثریت نے آپؐ پر ایمان لانے سے صاف انکار کردیا۔ اس کی ایک وجہ نسلی تھی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تعلق بنی اسمٰعیل سے تھا اور حضرت اسمٰعیل حضرت ہاجرہ کے بطن سے تھے۔ حضرت ہاجرہ کو اہلِ مغرب حضرت سارہ کی ملازمہ کی حیثیت سے بلند درجہ نہیں دیتے۔

بہت کم مسلمان اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ مغربی دنیا رسول اکرم ﷺ کو تاریخ کی اہم شخصیت تو مانتی ہے مگر وہ انہیں پیغمبر نہیں مانتی۔ مغربی دنیا کا کہنا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے معاذ اللہ کچھ یہودیت سے لیا اور کچھ عیسائیت سے لیا، اور ان دونوں کو ملا کر اسلام کے نام سے ایک نیا مذہب ''ایجاد'' کرلیا۔ یہی وجہ ہے کہ اہلِ مغرب نے کبھی اسلام اور رسول اکرم ﷺ کو تکریم کی نگاہ سے نہیں دیکھا۔ عام طور پر دوسرے مذاہب اور دوسرے مذاہب کی شخصیات پر کم تر درجے کے لوگ کلام کرتے ہیں، مگر عیسائیت اور اہلِ مغرب کی تاریخ یہ ہے کہ اسلام اور پیغمبرِ اسلام ﷺ پر ہمیشہ مغرب کے بڑے لوگوں نے حملے کیے۔ صلیبی جنگوں کا ذکر تو اکثر مسلمانوں نے سنا ہے، مگر بہت کم مسلمان یہ جانتے ہیں کہ صلیبی جنگیں کیسے شروع ہوئیں۔ صلیبی جنگوں کا موجد کوئی عام شخص نہیں تھا، بلکہ 1095ء میں عیسائیت کی سب سے بڑی شخصیت پوپ اربن دوئم نے کلیسا میں کھڑے ہو کر ایک تقریر کی۔ اس نے کہا کہ اسلام ایک شیطانی مذہب ہے اور اس کے ماننے والے ایک شیطانی مذہب کے ماننے والے ہیں۔ پوپ نے دعویٰ کیا کہ میرے قلب پر یہ بات القا کی گئی ہے کہ عیسائیوں کا فرض ہے کہ وہ اسلام جیسے جھوٹے مذہب اور اس کے ماننے والوں کو نیست و نابود کر دیں۔ پوپ اربن دوئم نے پوری عیسائی دنیا سے کہا کہ وہ ایک صلیبی جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائے اور اسلام کو فنا کر دے۔ پوپ اربن کی یہ آواز صدا بہ صحرا ثابت نہ ہوئی۔ 1099ء میں پوری عیسائی دنیا ایک صلیبی پرچم کے نیچے جمع ہوئی اور ان صلیبی جنگوں کا آغاز ہوا جو کم و بیش دو سو سال جاری رہیں۔ ان جنگوں کے پہلے مرحلے میں صلیبیوں نے بیت المقدس میں مسلمانوں کا اس بڑے پیمانے پر قتلِ عام کیا کہ بیت المقدس کی گلیاں خون سے بھر گئیں اور ان گلیوں میں گھوڑا چلانا مشکل ہو گیا۔ صلیبی جنگوں کا ذکر ہوتا ہے تو بعض لوگ سوچتے ہیں کہ 1095ء کا زمانہ وحشت و درندگی کا زمانہ تھا، اُس زمانے میں پوپ کچھ بھی کہہ سکتا تھا، مگر عہدِ جدید میں یہ سب کچھ ممکن نہیں۔ ایسے لوگوں کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ پوپ اربن کی روایت کو ایک اور پوپ نے 2009ء میں دہرایا۔ 2009ء کے پوپ کا نام بینی ڈکٹ شش دہم تھا۔ اس نے 14ویں صدی کے ایک عیسائی بادشاہ مینول دوئم کی ایک تقریر کا اقتباس دہرایا۔ اس اقتباس میں کہا گیا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا نیا لائے ہیں؟ اور یہ کہ اسلام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تلوار کے ذریعے پھیلایا۔ یہ وہی بات تھی جو عیسائی دنیا ایک ہزار سال سے کہتی آ رہی ہے۔ پوپ بینی ڈکٹ کی اسلام دشمنی سے ثابت ہوا کہ جہاں تک اسلام اور پیغمبرِ اسلام کی توہین کا تعلق ہے تو مغرب اس سلسلے میں کسی ایک عہد کا پابند نہیں۔ وہ ہر عہد میں اسلام اور پیغمبرِ اسلام کی توہین کرتا ہے۔

نائن الیون کا زمانہ تو 21ویں صدی کا زمانہ ہے، اور یہ زمانہ کل کی بات ہے۔ بدقسمتی سے مسلمانوں کی عظیم اکثریت نے اس زمانے میں مغرب کی اسلام اور مسلم دشمنی پر توجہ نہیں دی، مگر ہمیں یاد ہے کہ امریکہ کے صدر جارج بش نے نائن الیون کے بعد امریکی قوم سے خطاب کرتے ہوئے ''دہشت گردوں'' کے خلاف ''کروسیڈ'' کا اعلان کیا۔ انگریزی میں صلیبی جنگوں کو ''کروسیڈ'' کہتے ہیں۔ اس اصطلاح پر مسلم دنیا میں احتجاج ہوا تو وہائٹ ہاؤس سے بیان جاری ہوا کہ تقریر کرتے ہوئے جارج بش کی زبان پھسل گئی۔ یہ ایک صریح غلط بیانی تھی۔ جارج بش فی البدیہہ تقریر نہیں کر رہے تھے، وہ لکھی ہوئی تقریر کر رہے تھے اور کروسیڈ کی اصطلاح شعوری طور پر استعمال کی گئی تھی۔ لیکن جارج بش کی تقریر کے بعد اس سے بھی زیادہ اہم بات ہوئی۔ اٹلی کے وزیراعظم سلویو برلسکونی نے صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ مغربی تہذیب اسلامی تہذیب سے برتر ہے اور اس نے جس طرح کمیونزم کو شکست دی ہے اسی طرح وہ اسلامی تہذیب کو بھی شکست دے گی۔ بدقسمتی سے مسلمانوں کا کوئی نگہبان اور والی وارث نہیں ہے، ہوتا تو وہ اٹلی کے وزیراعظم سے پوچھتا کہ حضور آپ تو کہتے ہیں کہ آپ دہشت گردی کے خلاف جنگ کرنے نکلے ہیں، لیکن ایسا ہے تو پھر آپ کو یہ کہنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی کہ مغربی تہذیب اسلامی تہذیب سے برتر ہے، اور اس نے جس طرح کمیونزم کو شکست دی اسی طرح وہ اسلامی تہذیب کو بھی شکست سے دوچار کرے گی۔ اٹلی کے وزیراعظم کی گفتگو کے بعد اور بھی اہم واقعہ ہوا۔ جارج بش کے اٹارنی جنرل ایش کرافٹ نے واشنگٹن ڈی سی میں ایک کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ عیسائیت کا خدا اسلام کے خدا سے برتر ہے۔ اسلام کا خدا ایسا خدا ہے جو اپنی عظمت کے اظہار کے لیے مسلمانوں سے جہاد اور شہادت کی صورت میں قربانی طلب کرتا ہے، اس کے برعکس عیسائیت کا خدا ایسا خدا ہے جس نے انسانیت کی نجات کے لیے اپنے فرزند عیسیٰؑ کو قربان کر دیا۔ ایش کرافٹ سے بھی کوئی پوچھ سکتا تھا کہ اگر آپ دہشت گردوں کے خلاف جنگ کرنے نکلے

ہیں تو آپ کو عیسائیت اور اسلام کے تصورِ خدا کے موازنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟ یہ قصہ یہیں ختم نہیں ہوا، بی بی سی ورلڈ سے امریکی جنرل کلارک کا انٹرویو نشر ہوا۔ اس انٹرویو میں جنرل کلارک نے صاف کہا کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ دراصل اسلام کو Define کرنے کی جنگ ہے، ہمیں طے یہ کرنا ہے کہ آیا اسلام ایک پُرامن مذہب ہے جیسا کہ مسلمان کہتے ہیں، یا یہ ایک ایسا مذہب ہے جو اپنے ماننے والوں کو تشدد پر اکساتا ہے۔ اگرچہ مغرب اسلام کو Define کرنے نکلا تھا، مگر بالآخر ہوا یہ کہ امریکہ اور اُس کے اتحادیوں کو افغانستان میں شکست ہوگئی اور اسلام نے مغرب کو Define کرڈالا۔ بقول شاعر

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

یہاں کہنے کی اصل بات یہ ہے کہ یہ ہے وہ تاریخی پس منظر جسے پیشِ نظر رکھے بغیر فرانس کے صدر عمانوئیل ماکروں کے بیان کو پوری طرح سمجھا نہیں جاسکتا۔ فرانس کے صدر کے بیان سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مغرب میں آزادیِ اظہار مطلق ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ شیکسپیئر مغربی تہذیب کی ایک بڑی علامت ہے۔ مغرب میں بڑی شخصیتوں پر جب بھی کوئی سروے ہوتا ہے شیکسپیئر پہلے، دوسرے یا تیسرے نمبر پر ضرور آتا ہے۔ شیکسپیئر کا ڈراما Merchant of venice مشہورِ زمانہ ہے، مگر یہ ڈراما مغرب کے بعض ملکوں میں اسٹیج نہیں ہوسکتا۔ اس لیے کہ اس ڈرامے میں شائی لاک نام کے ایک شخص کا کردار موجود ہے۔ یہ شخص یہودی ہے، چنانچہ اس ڈرامے کو یہود دشمن سمجھا جاتا ہے اور اسے اسٹیج نہیں کیا جاتا۔ شیکسپیئر مغربی دنیا کا سب سے بڑا فن کار ہے مگر مغرب نے یہودیوں کو خوش کرنے کے لیے اس بڑے فن کار کی ایک تخلیق کو اسٹیج سے دور رکھا ہوا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر مغربی ممالک میں یہودی مقدس ہوسکتے ہیں تو رسول اکرم ﷺ کیوں مقدس نہیں ہوسکتے؟ دنیا میں یہودیوں کی تعداد دو ڈھائی کروڑ سے زیادہ نہیں، جبکہ دنیا میں ایک ارب 80 کروڑ مسلمان ہیں، اور ان مسلمانوں کے لیے انسانوں میں رسول اکرم ﷺ سے زیادہ محترم کوئی نہیں۔ مغرب اگر دو ڈھائی کروڑ لوگوں کی حساسیت کا خیال رکھ سکتا ہے تو وہ ایک ارب 80 کروڑ مسلمانوں کی حساسیت کا خیال کیوں نہیں رکھ سکتا؟ مغرب میں آزادیِ اظہار کتنی محترم ہے اس کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ امریکہ کے ممتاز شاعر اور نقاد ایزرا پاؤنڈ نے ایک زمانے میں اٹلی جاکر مسولینی کی تعریف کردی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایزرا پاؤنڈ کی جان کے لالے پڑ گئے۔ اُس کے شاگردوں نے جن میں نوبیل انعام یافتہ شاعر ٹی ایس ایلیٹ بھی شامل تھا، اسے نفسیاتی مریض ثابت کرکے ایک اسپتال میں داخل کرادیا۔ ایزرا پاؤنڈ کئی سال اسپتال میں پڑا رہا تب جاکر اس کی جان بچی۔ نوم چومسکی مغرب کے ممتاز ترین دانش وروں میں ہیں۔ وہ مغرب بالخصوص امریکہ کے ناقد ہیں۔ ان کی تنقید ان کے اظہارِ رائے کی ایک صورت ہے، مگر مغرب کا حکمران طبقہ اور ذرائع ابلاغ اس آزادیِ رائے کو قبول نہیں کرتے۔ نتیجہ یہ ہے کہ نوم چومسکی کبھی سی این این یا بی بی سی پر نظر نہیں آتے۔ مغرب کے لیے آزادیِ اظہار اہم ہوتی تو نوم چومسکی ہر دوسرے دن سی این این اور بی بی سی ورلڈ میں جلوہ افروز ہوتے۔ یہ حقیقت راز نہیں کہ مغرب کے ہر ملک میں ”قومی مفاد“ کو ایک تقدیس حاصل ہے، اور ذرائع ابلاغ قومی مفاد کے خلاف نہ کچھ شائع کرتے ہیں، نہ نشر کرتے ہیں۔ لیکن رسول اکرم ﷺ کے سلسلے میں یہ آزادیِ اظہار اتنی آزاد ہے کہ وہ رسول اکرم ﷺ کے کارٹون بنا سکتی ہے۔

فرانس کے صدر نے کہا ہے کہ اگر مسلمانوں کو فرانس میں رہنا ہے تو انہیں اپنے دین کی توہین برداشت کرنی ہوگی۔ فرانس کے صدر کی اس بات کا مفہوم یہ ہے کہ مسلمانوں کو فرانس میں رہنا ہے تو انہیں دین کی توہین کی صورت میں فرانس میں قیام کی قیمت ادا کرنی ہوگی۔ کاش فرانس کے مسلمانوں میں یہ جرأت اور ہمت ہوتی کہ ان میں سے دو چار لاکھ کہتے کہ ہم دین کی توہین کی قیمت پر فرانس میں نہیں رہ سکتے۔ مگر مسلمانوں کا جو حال ہے وہ سب پہ ظاہر ہے۔ ویسے فرانس کے صدر یہ بتائیں کہ کتنے ہندو، ہندوازم کی توہین کی قیمت پر فرانس میں رہ رہے ہیں؟ کتنے یہودی اپنے مذہب کی توہین کی قیمت پر فرانس کے باشندے بنے ہوئے ہیں؟ کتنے بدھسٹ اپنے عقیدے کی توہین کی قیمت پر فرانس میں مقیم ہیں؟ کتنے عیسائی اپنے مذہبی تشخص کی قیمت پر فرانس کے شہری بنے ہوئے ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ فرانس سمیت مغرب کے کسی بھی ملک میں اسلام اور پیغمبرِ اسلام کے سوا کسی مذہب اور اس کے بانی کو ہدفِ تنقید نہیں بنایا جارہا۔ نشانہ صرف اسلام اور رسول اکرم ﷺ ہیں۔ اس

کے معنی یہ ہیں کہ مغرب صرف اور صرف اسلام اور پیغمبرِ اسلام سے خوف زدہ ہے۔ اسے معلوم ہے کہ عالمگیر مذہب اگر کوئی ہے تو وہ اسلام ہے۔ حقیقی معنوں میں عالمگیر شخصیت اگر کوئی ہے تو وہ رسول اکرم ﷺ ہیں۔ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ مغرب میں ایک ہزار سال سے اسلام کے خلاف دھول اڑائی جارہی ہے، اس کے باوجود اسلام مغرب میں سب سے زیادہ پھیلنے والا مذہب ہے۔ اس وقت مسلمانوں کے پاس نہ سیاسی طاقت ہے نہ معاشی قوت۔ ان کے پاس نہ عسکری شوکت ہے، نہ سائنس اور ٹیکنالوجی کا سرمایہ...... اس کے باوجود ان کا مذہب مغرب میں لاکھوں انسانوں کو متاثر کر رہا ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ مغرب میں مسلمان ہونے والوں میں عام افراد ہی شامل نہیں، ان میں دانشور ہیں، گلوکار ہیں، سفارت کار ہیں، صحافی ہیں، ڈاکٹر ہیں، انجینئر ہیں۔ اس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ مغرب میں اسلام کو عورت دشمن مذہب کے طور پر پیش کیا جارہا ہے، مگر مغرب میں مشرف بہ اسلام ہونے والوں میں 60 فیصد خواتین ہیں۔ اہلِ مغرب یہ دیکھتے ہیں تو حیران ہوتے ہیں۔ وہ سوچتے ہیں کہ اسلام کمزوری کی حالت میں اتنا مؤثر ہے تو طاقت کی حالت میں کتنا مؤثر ہوگا؟ یہ بات انہیں اسلام اور پیغمبرِ اسلام کے خلاف زہر اگلنے پر مائل کرتی ہے۔

شیخ محمد سعید العرفی کی سید حسن البناء کو نصیحت

(شیخ سعید العرفی، شام کے علاقے دیر الزور کے عالم تھے اور شام کے ایوانِ نمائندگان میں دیر الزور کے ممبر تھے۔ فرانس کے ظلم و استبداد کے خلاف برسرِ پیکار ہیں۔ فرانسیسیوں نے ان کی تمام املاک اور ان کی لائبریری ضبط کر لی تھی۔ اور ان کو جلا وطنی کا حکم دے رکھا تھا، چناں چہ وہ مصر آگئے تھے)

مجھ سے ہمیشہ یہ فرماتے: ''سنو! اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ تم اپنی تحریک میں ایسے لوگوں کو بھی شامل کرتے جاؤ جو طاعت و عبادت میں کوتاہی کرتے ہیں، یا معمولی گناہوں کی جانب مائل رہتے ہیں، بشرطیکہ تم ان کے اندر خوفِ خدا محسوس کرو، نظم جماعت کا احترام اور اطاعت شعاری پاؤ۔ ایسے لوگ بہت جلد تائب ہو جائیں گے۔ دعوت ایک شفاخانہ ہوتی ہے جس میں علاج کے لیے ڈاکٹر اور شفایابی کی نیت سے مریض آتا ہے۔ ان لوگوں پر اپنا دروازہ ہرگز نہ بند کیجئے۔ بلکہ ان کو جس وسیلے سے بھی اپنی جانب کھینچ سکتے ہیں کھینچئے۔ یہ تحریک کا اوّلین مشن ہے۔

البتہ دو قسم کے لوگ ایسے ہیں جن سے سخت اجتناب کی ضرورت ہے۔ انہیں تحریک کے اندر گھسنے کا ہرگز موقع نہ دیں۔ ایک وہ ملحد جس کا کوئی عقیدہ اور نظریہ نہیں ہے۔ خواہ وہ اپنی راست بازی کا کتنا ہی مظاہرہ کرے۔ اس کے اصلاح یاب ہونے کی کوئی امید نہیں ہے۔ وہ اصل عقیدہ کی رو سے ہی کوسوں دور ہے۔ ایسے آدمی سے آپ کس بات کی امید رکھ سکتے ہیں؟

اور دوسرا وہ زاہد و پارسا شخص جو نظم کا احترام نہیں کرتا اور اطاعت کے مفہوم سے آگاہ نہیں ہے۔ ایسا شخص انفرادی طور پر تو مفید ہوسکتا ہے اور انفرادی طور پر اس کا کام نتیجہ خیز بھی ہوسکتا ہے۔ لیکن جماعت کے اندر آئے گا تو جماعت کے دلوں میں خرابی پیدا کردے گا۔ اپنے تقوے کے ذریعہ جماعت کو اپنا فریفتہ بنائے گا مگر نظم جماعت کی خلاف ورزی کرکے جماعت میں تفرقہ و انتشار کو جنم دے گا۔ اگر آپ جماعت میں شامل کیے بغیر ایسے آدمی سے استفادہ کرسکیں تو ضرور کریں۔ اپنی صفوں کے اندر اسے لائیں گے تو نظم و ضبط بگاڑ اور اضطراب کی نذر ہو جائے گا۔ لوگ جب کسی کو نظم سے باہر نکلا ہوا دیکھیں گے تو یہ نہیں کہیں گے فلاں شخص جماعت سے نکل گیا بلکہ یہ کہیں گے کہ یہ جماعت کج رو ہے۔ لہٰذا آپ ایسے آدمی سے کلیتہً اجتناب کریں۔ (حسن البناؒ کی ڈائری: ص ۲۸۷۔۲۸۸)

سیکولر ”جمہوری“ نظام کا زوال

اوریا مقبول جان

ایک ایک کر کے وہ تمام ممالک جہاں ”اکثریت کی آمریت“، کہ جسے عرفِ عام میں ”جمہوریت“ کہتے ہیں نافذ ہے، ان کے چہروں سے نقاب اتر رہے ہیں اور اندر سے ان کے ظالم، متعصب اور خونیں چہرے بے نقاب ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اسی چہرے کی نشاندہی تو اقبالؒ نے کی تھی۔ سیکولرازم اور جمہوریت کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ جس طرح ہر تخلیقی تجربے کا ایک لباس ہوتا ہے، جیسے شاعری میں نظم اور غزل، نثر میں ناول یا افسانہ اور چشمِ تصور میں ابھرنے والے مناظر کے لئے مصوری، اسی طرح سیکولرازم اور لبرل ازم کو اپنے اظہار کے لئے ایک ”قوتِ نافذہ“ چاہیے تھی جو اس نظریے کا لباس بن سکے، تو اس نے ”انسانوں کی حاکمیت“ کے نام پر ”جمہوریت“ کا چولا پہن لیا۔ یہ انسانی تاریخ میں اللہ کی حاکمیت، آسمانی ہدایت اور مذہبی اخلاقیات کے خلاف پہلی منظم ”اجتماعی بغاوت“ تھی۔ سیکولرازم اور لبرل ازم کے لئے یہ بغاوت اس لئے بھی ضروری تھی کہ جب تک انسانوں کو اس بات پر نہ اکسایا جائے کہ تم اس دنیا میں زندگی گذارنے کے لئے مکمل طور پر آزاد اور خود مختار ہو، اپنے لئے جو اخلاقی معیار چاہے بناؤ، جیسی خاندانی زندگی چاہے ترتیب دو، جزاء و سزا کے جو پیمانے چاہے مقرر کرو، تمہیں مکمل طور پر اس کا اختیار ہونا چاہیے۔ یہی ہے جمہوری نظام کی روح اور اساس۔ اس جدید سیکولر، لبرل اور جمہوری نظام کی ”جنم بھومی“ فرانس کی سرزمین سمجھی جاتی ہے۔ قدیم جمہوری نظام کے آثار تو تین ہزار سال قبل، یونان کی شہری ریاستوں میں بھی ملتے ہیں۔ اس قدیم جمہوری نظام کا پہلا ”شہید“ سقراط تھا، جسے ”سچ“ بولنے کی پاداش میں شہر کی منتخب اسمبلی نے زہر کا پیالہ پینے پر مجبور کیا تھا۔ مرنے سے پہلے اس کی تقریر کے الفاظ یہ تھے کہ ”میرے خلاف ایک ہجوم نے فیصلہ دیا ہے اور ہجوم سے انصاف کی توقع نہیں رکھنی چاہیے“۔ لیکن جدید سیکولر جمہوری نظام کے خالق زیادہ تر ”انقلابِ فرانس“ کے آس پاس جلوہ گر نظر آتے ہیں۔ ”والٹیئر“ اور ”روسو“ اس کے روحِ رواں تھے۔ یہیں سے یہ تصور برطانیہ میں عام ہوا۔ ”جارج ہولی اوک“ (George Holyoake) نے سب سے پہلے فرانسیسی فلسفیوں کے مذہب بیزار تصور کو ”سیکولرازم“ کی اصطلاح بخشی۔ سیکولرازم کے تصور کا یہ بانی برطانیہ کا وہ آخری فرد تھا جسے توہین مذہب پر سزا سنائی گئی۔ اسے زنجیروں میں جکڑ کر جیل خانے لے جایا جا رہا تھا کہ ہجوم نے اسے راستے میں روک لیا۔ اس مقدمے کے دوران برطانیہ کے اخبارات نے آزادیٔ اظہار کے نام پر ”توہین مذہب“ کی پہلے سے ہی کھل کر حمایت کر رکھی تھی۔ لوگوں کے ہجوم کے نتیجے میں اگست 1842ء میں سیکولرازم کے اس بانی کو برطانوی ہوم سیکرٹری نے توہین مذہب جیسے سنگین جرم پر سزا نہ دینے کا اعلان کر دیا۔ یوں ”آزادیٔ اظہار“ کے جدید دور کا آغاز ہوا۔ اس کے بعد مذہب بیزاری اور مذہب دشمنی کی ایک طویل داستان ہے جس کا ایک ایک لمحہ مذہبی تصورات، مذہبی اخلاقیات اور مذہبی شخصیات کی توہین اور تضحیک سے عبارت ہے۔ انقلابِ فرانس کے بعد پورے مغرب کو جب اس بات کی لوریاں سنا سنا کر قائل کر لیا گیا کہ ”انسان عظیم ہے خدایا“، تو پھر وہ وقت آن پہنچا کہ اب مغرب کو ”جمہوری لباس“ پہنا دیا جانا چاہیے۔ یوں بیسویں صدی کے آغاز میں مغرب کے اکثر ممالک میں جمہوریت آ گئی۔ گذشتہ ایک صدی سے قائم اس سیکولر جمہوری نظام کے تین بڑے مراکز ہیں۔ اپنی ابتدا اور جنم بھومی کے حساب سے ”فرانس“، آبادی کے لحاظ سے دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت ”بھارت“ اور طاقت وقوت اور غلبہ و اقتدار کے حساب سے سب سے بڑی بلکہ واحد عالمی طاقت ”امریکہ“۔ ان تینوں ممالک میں گذشتہ سالوں میں سیکولرازم، لبرل ازم اور جمہوری نظام کا جو نقاب الٹا ہے، اس نے اس کے کریہہ المنظر چہرے کو بے نقاب کر دیا ہے۔ جمہوری نظام کو تخلیق کرنے والوں نے اس کی بنیاد دو اصولوں پر استوار کی تھی۔ پہلا اصول تھا ”پاپولر مینڈیٹ“، یعنی ”ایک آدمی ایک ووٹ“ اور دوسرا

اصول تھا ''سیاسی گروہ بندی''، یعنی پارٹی سسٹم۔ ان دونوں کے ذریعے مقتدر قوتوں یا آج کی زبان میں ''اسٹیبلشمنٹ'' نے سوچ سمجھ کر ایک مکروہ جال بچھایا۔ جمہوری نظام تخلیق کرنے والوں کو علم تھا کہ ہر معاشرے میں سوچنے سمجھنے والے، غور کرنے اور رائے رکھنے والے لوگ اقلیت میں ہوتے ہیں، جب کہ اکثریت، سادہ، بیوقوف، جاہل اور امورِ حکومت سے لاتعلق ہوتی ہے۔ اسی لئے اگر ہر شخص کی رائے کو برابر کر دیا جائے تو سوچ رکھنے والوں کی اقلیت بے معنی سی ہو کر رہ جائے گی۔ اسی طرح سیاسی پارٹیوں کی تخلیق بھی ضروری تھی تاکہ معاشرے کو مختلف گروہوں میں تقسیم کر کے ایک کشمکش کے ذریعے دو بڑے طبقات، حکومت اور اپوزیشن کو حصولِ اقتدار کی سولی پر لٹکا دیا جائے۔ پارٹی وفاداری کو مذہب کی طرح مقدس بنا کر سیاسی پارٹیاں منظم کی جائیں اور پھر پارٹی فنڈنگ کے نام پر پوری کی پوری پارٹی کو خرید لیا جائے۔ یوں ان لیڈروں سے جیسا چاہے قانون منظور کروالیا جائے۔ پارٹی سسٹم کا یہی کمال ہے کہ اس میں قانون سازی کے لیئے عوام کی رائے کی اکثریت کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ ''پارٹی لائن'' اہم ہوتی ہے۔ ایک فیصد سے بھی کم لوگ اگر ہم جنس پرستی کے حق میں ہوں، تو پھر بھی پارٹی لائن کے مطابق ''سیکولر کارپوریٹ مافیا'' کے خریدے ہوئے پارٹی ارکان ہم جنس پرستی کے حق میں قانون منظور کر لیتے ہیں۔ آج ٹھیک ایک سو سال گذرنے کے بعد سیکولر جمہوری نظام کے ان تین بڑے مراکز امریکہ، بھارت اور فرانس میں ''اکثریت کی آمریت'' کا بدترین اقتدار قائم ہو چکا ہے۔ یہی نہیں بلکہ دنیا اس بات پر بھی حیران ہے کہ جمہوری نظام کو تخلیق کرنے والی پس پردہ قوتیں اس قدر طاقتور ہیں کہ انہوں نے ہر ملک کے حساب سے ایک ایسا نظام تخلیق کیا ہے کہ عوام کی اکثریت کے فیصلے کو بھی کسی بھی وقت کوڑے دان میں پھینکا جا سکتا ہے۔ امریکہ کے 2016ء کے الیکشن میں ہیلری کلنٹن کو چھ کروڑ اٹھاون لاکھ ووٹ ملے تھے اور ڈونلڈ ٹرمپ کو چھ کروڑ انتیس لاکھ، لیکن کرسی صدارت پر ٹرمپ فائز ہوا۔ آج چار سال بعد ٹرمپ اس نظام کے خلاف عدالت کا دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے۔ اس سیکولر جمہوری نظام میں عدالتیں بھی انصاف سے عاری ہوتی ہیں۔ پورے امریکہ میں اس وقت یہی شور برپا ہے کہ سپریم کورٹ میں تو ری پبلیکن ججوں کی اکثریت ہے، وہ کیسے انصاف کر سکتے ہیں۔ یعنی جس ملک میں ''اکثریت'' آپ کے حق میں ہو، وہاں براہ راست اس کی ''آمریت'' نافذ کر دو اور جس ملک میں اکثریت آپ کے خلاف ہو وہاں پر ناجائز، غیر قانونی اور غیر اخلاقی حربے استعمال کرتے ہوئے اکثریت کی رائے کو کچل کر رکھ دو۔ امریکہ جیسے ممالک میں یہ کام ''اسٹیبلشمنٹ'' یا ''ڈیپ سٹیٹ'' (Deep State) کرتی ہے جبکہ مصر اور الجزائر جیسے ممالک میں ''فوجی قوت'' سے اکثریت کو کچل دیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ فرانس اور بھارت میں جمہوریت کا ایسا متعصب اور مکروہ چہرہ برآمد ہوا ہے کہ جو مذہبی تعصب کے خون سے لتھڑا ہوا ہے۔ ایک مذہب کی دوسرے مذہب پر آئینی بالادستی صرف جمہوریت کے ''پاپولر ووٹ'' کی بنیاد پر ہی ممکن ہو سکتی ہے۔ آج دنیا کے ہر کونے میں عالمی سطح پر بحث جاری ہے کہ ''پاپولر ووٹ کا متبادل'' کیا ہو سکتا ہے۔ بات آخر وہیں پر ختم ہوگی، کوئی مانے یا نہ مانے حل وہی ہے جو تصور ''رائے یا ووٹ'' کے بارے میں اسلام نے دیا ہے یعنی رائے کی گنتی نہیں بلکہ رائے کے وزن کو تولا جائے۔ اگر ہر حال میں جمہوری طور پر ووٹنگ کو ہی برقرار رکھنا ہے تو پھر آپ کو ہر فرد کے ووٹ کا علیحدہ وزن کرنا ہوگا۔ ایک پی ایچ ڈی کا ووٹ دس میٹرک پاس لوگوں کے ووٹ کے برابر ہونا چاہیے۔ عدالت سے سزا یافتہ، جیل میں قید ملزم، مجرم کو ووٹ کا حق نہیں ملنا چاہیے۔ صرف بے داغ اور غیر سزا یافتہ لوگ ہی ووٹ دیں۔ ایسے تصورات پر مبنی گفتگو آج پوری دنیا میں عام ہو چکی ہے۔ کیمونزم کی ناکامی کے تیس سال بعد، اب جمہوریت کی ناکامی کا باب بھی تحریر ہو رہا ہے۔ (بہ شکریہ روزنامہ 92)

> جمہوری نظام تخلیق کرنے والوں کو علم تھا کہ ہر معاشرے میں سوچنے سمجھنے والے، غور کرنے اور رائے رکھنے والے لوگ اقلیت میں ہوتے ہیں، جب کہ اکثریت، سادہ، بیوقوف، جاہل اور امورِ حکومت سے لاتعلق ہوتی ہے۔ اسی لئے اگر ہر شخص کی رائے کو برابر کر دیا جائے تو سوچ رکھنے والوں کی اقلیت بے معنی سی ہو کر رہ جائے گی۔

ہٹلر کی دیوانی ساوِتری

ماریہ مارگیرونس (بی بی سی اردو)

یونان کی گولڈن ڈان پارٹی کی ویب سائٹ پر نیلی ساڑی میں ملبوس ایک ہندو خاتون کی تصویر ہونا حیران کن بات ہے۔تصویر میں خاتون جرمنی کے آمر ایڈولف ہٹلر کے مجسمے کو دیکھتی نظر آرہی ہیں۔

گولڈن ڈان یونان کی ایک نسل پرست پارٹی ہے جو یونان سے غیر ملکیوں کو بے دخل کررہی ہےلیکن ایک ہندو عورت کی تصویر اس پارٹی کی ویب سائٹ پر کیوں ہے اور ہٹلر کے ساتھ اس کا کیا تعلق ہے؟ یہ سوال میرے دماغ میں گردش کرنے لگا۔

ساوتری نے جرمنی کے آمر ایڈولف ہٹلر کو وشنو کا اوتار بتایا۔

دماغ پر تھوڑا زور ڈالا تو اس عورت کا نام آسانی سے یاد آیا یہ'ساوتری دیوی ہے۔ساوتری دیوی نے اپنی کتاب ُدی لائٹننگ اینڈ دی سن ٗ میں جرمنی کے آمر ایڈولف ہٹلر کو وشنو کا اوتار قرار دیا ہے۔اس کتاب کے ذریعے انہوں نے یہ یقین دلانے کی کوشش کی کہ قوم پرست سوشلزم دوبارہ ابھرے گا۔

امریکہ اور یورپ میں دائیں بازو کی قوتیں آہستہ آہستہ زور پکڑ رہی ہیں، اس کے ساتھ ہی ساوتری دیوی کا نام بھی موضوعِ بحث ہے۔امریکہ کے بائیں بازو کے رہنما رچرڈ سپینسر اور سٹیو بینن ساوتری دیوی کے کام کو دوبارہ منظرِ عام پر لانے کی کوشش کررہے ہیں۔

ساوتری دیوی دیکھنے میں بالکل یورپی لگتی تھیں۔

اگر ساوتری دیوی کے نام اور لباس کو نظر انداز کردیا جائے تو وہ مکمل طور پر یورپی عورت تھیں۔وہ سنہ 1905 میں فرانس کے لیون شہر میں پیدا ہوئی تھیں۔ساوتری دیوی کی ماں برطانوی تھیں جبکہ والد یونانی-اطالوی تھے۔

ابتدا میں ساوتری دیوی نے سماج وادی خیالات کو مسترد کیا اور سنہ 1978 میں ایک انٹرویو میں انھوں نے کہا:ُایک بدصورت لڑکی کبھی خوبصورت لڑکی کے برابر نہیں ہوسکتی ٗ۔

وہ پہلی جنگِ عظیم کے اختتام کے بعد سنہ 1923 میں ایتھنز پہنچ گئیں۔ انھوں نے مغربی اتحاد پر یونان کی توہین کرنے کا الزام عائد کیا۔ساوتری دیوی کا خیال تھا کہ یونان اور جرمنی مظلوم مما لک تھے۔

ساوتری نے ہٹلر کو اپنا رہنما یا گائیڈ بنالیا تھا۔

یہودیوں کے خلاف ہٹلر کی ظالمانہ کارروائیاں ساوتری دیوی کے نزدیک آرین نسل کو بچانے کا قدم تھا۔انھوں نے ہٹلر کو اپنا رہنما یا گائیڈ بنالیا تھا۔

سنہ 1930 کے آغاز میں ساوتری دیوی یورپ کی بت پرست تاریخ کی تلاش میں ہندوستان آئیں۔ان کا خیال تھا کہ انڈیا میں ذات پات کے نظام کی وجہ سے دوسری ذاتوں میں شادیاں نہیں ہوتیں اور یہاں انھیں خالص ُآریہ ٗ نسل کے لوگ ملیں گے۔

ساوتری نے ہندوستانی زبانیں سیکھیں اور یہاں ایک برہمن شخص سے

شادی بھی کی جسے وہ اپنی ہی طرح ''آرین'' کہتی تھیں۔

ساوتری دیوی کا کہنا تھا کہ ہٹلر زمانے کی رفتار کے برعکس چلنے والا انسان ہے۔جوایک دن دنیا سے برائیاں ختم کردے گا اور آریوں کی حکمرانی کا سنہرادورشروع ہوگا۔

ساوتری نے ایک ہندوستانی سے شادی کی تھی۔اسی دوران ساوتری نے کولکاتہ میں ہندو قوم پرستی کے فروغ کے لیے بھی کام کیا۔جب انگریزوں نے ہندوستان میں ہندو مسلم اتحاد کو بگاڑنے کی کوشش کی تو اس سے ہندوتوا کی تحریک کو بھی جلا ملی۔اس تحریک میں یہ کہا گیا کہ ہندو ہی آریوں کے حقیقی وارث ہیں اور ہندوستان ایک ہندو ملک ہے۔

ساوتری نے اس تحریک کے بانی سوامی ستیانند کے ساتھ کام کیا۔سوامی ستیانند نے ساوتری دیوی کو یہ اجازت دی کہ وہ ہندو تحریک کے ساتھ فاشزم کی باتیں شامل کرسکتی ہیں۔

ساوتری نے ملک کے بہت سے حصوں کا دورہ کیا۔وہ لوگوں سے بنگالی اور ہندی زبان میں باتیں کرتی اور آریوں کی اہمیت ان پر واضح کرتی تھیں۔

سنہ 1945 میں جرمنی میں نازیوں کے خاتمے کے بعد ساوتری دیوی یورپ پہنچیں اور سنہ 1948 میں وہ جرمنی پہنچنے میں کامیاب ہوئیں۔

وہاں انھوں نے نازی جرمنی کے کئی پرچے تقسیم کیے اور نعرے لگائے کہ ''ایک دن ہم دوبارہ اٹھ کھڑے ہوں گے اور جیت جائیں گے۔''

ساوتری ہٹلر کی بہت بڑی حامی تھیں۔

ساوتری کی شادی اور اپنے شوہر کے ساتھ ان کے تعلقات کو شبہے کی نظر سے دیکھا گیا۔بہت سے لوگ اسِت مکھرجی کے ساتھ ان کی شادی کی بات کو نہیں مانتے۔ان کا خیال ہے کہ دونوں کی ذات مختلف تھی۔

اپنی زندگی کے آخری سالوں میں ساوتری انڈیا واپس آگئی تھیں۔وہ ہندوستان کو ہی اپنا گھر سمجھتی تھیں۔وہ دہلی میں ایک فلیٹ میں رہنے لگیں۔پاس پڑوس کی بلیوں کو کھانا کھلاتی تھیں اور اکثر شادی شدہ ہندو عورتوں کی طرح سونے کے زیورات پہنا کرتی تھیں۔

سنہ 1982 میں انگلینڈ میں اپنے ایک دوست کے گھر وہ انتقال کر گئیں۔

آج انڈیا میں وزیر اعظم نریندر مودی کی قیادت میں بھارتیہ جنتا پارٹی کی حکومت ہے۔اس پارٹی کے بنیادی نظریے کو بھی ہندوتوا کے اصولوں پر مبنی کہا جاتا ہے۔

آج شاید ہی کوئی ایسا ملے جو ساوتری دیوی کو جانتا ہو لیکن انڈیا میں ہندو قوم پرست نظریے کو پھیلانے میں انھوں نے بہت اہم کردار نبھایا تھا۔

(بہ شکریہ بی بی سی اردو؛ 30 اکتوبر 2017)

(بقیہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام

قادیانی کی بکواس کی تکرار ہے۔یہ قادیانی ہی کے فلسفہ اور دلائل کے خوشہ چیں لوگ ہیں جو مختلف ناموں سے امت کو گمراہ کرنے کے لیے اور لوگوں کو جہنم رسید کرنے کے لیے کھڑے کیے جاتے ہیں۔یہ لوگ حدیث کو الٹے سیدھے معانی پہناتے ہیں۔کہیں سے ان کو ایک کمزور سرا مل جاتا ہے، وہ اس کا سہارا لے لیتے ہیں اور دیگر تمام صحیح چیزوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔صحیح حدیثوں کی غلط تاویل کرتے ہیں اور اپنے شیطانی مقصد کے لیے اس مفہوم کو استعمال کرتے ہیں۔اس کی پیشین گوئی کرتے ہوئے اللہ کے رسول ﷺ نے امت کو خبردار کیا ہے۔

عن مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: " يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ، دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ، يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ، وَلَا آبَاؤُكُمْ، فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ، لَا يُضِلُّونَكُمْ، وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ ".(صحيح مسلم، مقدمة، باب النَّهْيِ عَنِ الرِّوَايَةِ عَنِ الضُّعَفَاءِ وَالِاحْتِيَاطِ فِي تَحَمُّلِهَا)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آخری زمانے میں دھوکہ دینے والے اور جھوٹے لوگ ہوں گے۔وہ تمہیں ایسی حدیثیں سنائیں گے جس کو نہ تم نے سنا ہوگا اور نہ ہی تمہارے باپ دادا نے سنا ہوگا۔ایسے لوگوں سے بچ کر رہنا کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کردیں اور تمہیں فتنہ میں مبتلا نہ کردیں۔(صحیح مسلم)

اللہ تعالی ہمیں صحیح احادیث کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور شیطان کے کارندوں، ان کی گمراہیوں اور کفر سے ہماری حفاظت فرمائے۔آمین۔

ماجد عبد السلامہ

غزہ کو نظر انداز کرنے والوں سے!

میرے اہل خانہ اور غزہ کے عوام کے لیے اگست 2020 کے دن بہت خوفناک رہے اسرائیل نے تقریباً روزانہ کی بنیاد پر غزہ کی پٹی پر بمباری کی اس دوران ہمیں ایسا محسوس ہوتا رہا کہ ہم کبھی نہ ختم ہونے والے زلزلے کے مرکز پر پھنس گئے ہیں دھماکے کبھی کبھی تو ہمارے گھر سے بمشکل ایک کلو میٹر کے فاصلے پر ہوتے اور اتنے زوردار ہوتے کہ میری دو سالہ بھانجی رات بھر سو نہیں سکتی جب بھی وہ زوردار دھماکے کی آواز سنتی جلدی سے کھلونے سمیٹ کر اپنے ارد گرد جمع کر لیتی کہ یہ کھلونے اسے اسرئیل کے بموں سے بچالیں گے۔

اگست کا مہینہ واقعتاً بھیانک تو تھا ہی لیکن یہ کسی طرح سے غیر معمولی نہیں تھا۔ اسرائیل کے فوجی جنگی طیارے، ڈرون اور بندوق بردار کئی عشروں سے غزہ کے عوام کو بڑے تسلسل سے ہراساں کر رہے ہیں، دھمکا رہے ہیں اور اس سے آگے بڑھ کر مار بھی رہے ہیں اسرائیل کے یہ بہیمانہ حملے، غزہ کی روزمرہ زندگی کے معمولات کا حصہّ ہیں۔ زندہ رہنے کے قابل ہونے کے لیے اور کسی ایسی چیز کی رہنمائی کرنے کے لیے جو عام زندگی سے ملتی ہے ہم اہل غزہ کے پاس، اپنے اوپر ہونے والے تشدد کے مطابق قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ بھی تو نہیں ہے۔

غزہ میں پیدا ہونے اور پرورش پانے کے دوران میں نے ہمیشہ ایمرجنسی، دہشت اور کسی بھی لمحے اسرئیل کی جانب سے مسلط ہو جانے والی درندگی کا احساس محسوس کیا ہے۔ میرا خاندان ہمیشہ بدترین حالات و انجام کا سامنا کرنے لیے تیار چلا آرہا ہے۔ کیونکہ بدترین انجام کسی بھی وقت ہمارے دروازے پر دستک دے سکتا ہے، جیسا کہ اس نے ماضی قریب میں غزہ پر 2008، 2009، 2012 اور 2014 میں حملوں کے دوران کیا تھا۔ بچپن سے میں جانتا تھا کہ ہر دن خوف میں رہنا ہی ہمارا مقدر ہے۔ میرے دل نے روزمرہ کی ہولنا کیوں کے خاتمے کے خوش کن تصور کو مسترد کر دیا ہے، کیوں کہ اب میں اپنی انسانی قسمت سے رابطہ نہیں کھونا چاہتا۔ یوں مجھے آخر کار اپنے گرد نواح کی اس صورت حال سے اتفاق کرنا پڑا جس میں میں پیدا ہوا تھا۔

اب میری بھانجی اور ہزاروں اور دوسرے بچے جو غزہ میں اسرائیلی محاصرے میں رہ رہے ہیں اسی خوف اور مسلسل ہنگامی صورتِ حال کے ایک جیسے احساس کے ساتھ پل بڑھ رہے ہیں۔ جب وہ بموں کی آوازوں میں سونے کی کوشش کرتے ہیں، اور اپنے کھلونوں کو خوفناک دہشت سے بچاتے ہیں جو ان کے دروازے پر دستک دے رہی ہے، اور فضا سے ان پر مسلط ہے تو انہیں معمول کے مطابق ایک پُرتشدد حقیقت کو قبول کرنا ہی ہے۔ ایسا پُرتشدد ماحول دنیا کا کوئی معاشرہ، کوئی ملک یا کوئی باپ اپنے بچے کو کبھی نہیں دکھانا چاہتا۔ کائنات میں تیرتی اس دنیا میں حالیہ برسوں کے دوران شاید ہی کوئی ایسا دن دیکھنے میں آیا ہو جس میں اسرائیل نے فلسطین کے انتہائی گنجان آباد علاقوں پر بمباری یا فائرنگ نہ کی ہو یا جسمانی طور حملہ نہ کیا ہو، بلکہ ایک ایسی جگہ بھی تھی، جس کا بدترین محاصرہ ہوئے 13 سے زیادہ دن گزر گئے جن میں عام انسان کی زندگی کے لیے بنیادی ضروریات تک میسر نہ تھیں۔ اسرائیل کا نو آبادیاتی انفرااسٹرکچر ہمارے اُوپر آسمان کو اور ہمارے ارد گرد زمین کو اور پھیلے ہوئے سمندر کو کنٹرول کرتا ہے غزہ میں جہاں بھی آپ نظر

ڈالتے ہیں۔آپ کو جبر، قبضے اور جنگی آلات نظر آتے ہیں سرحد پر تقسیم کرتی دیواریں، بکتر بند گاڑیاں، جنگی طیارے اور قلعہ نما چوکیوں کا منظر جس میں ہم رہتے ہیں اس کو غزہ کہتے ہیں یہاں تک کہ جب آپ گھر میں ہوتے ہیں، تو فوجی ڈرون کی منحوس آواز آپ کو یاد دلاتی ہے کہ آپ قید ہے اور آپ پر کسی بھی وقت حملہ ہوسکتا ہے۔

مجھے یقین ہے کہ اسرائیل غزہ کے فلسطینیوں کو اپنی موجودگی کا احساس دلانے کے لیے یہ سب شعوری طور پر کرتا ہے۔اپنے قبضے کو ظاہر کرنے کے لیے نہایت گھناؤنی طاقت کا مکروہ مظاہرہ کرتا ہے اور ہمیں یہ پیغام دیتا ہے کہ ’’ہم تمہیں کبھی عام انسان بننے نہیں دیں گے، اور کبھی تمہیں عام زندگی بسر نہیں کرنے دیں گے۔‘‘

اسرائیل کے نزدیک ’’غزہ ایسی جگہ نہیں ہے جہاں 20 لاکھ مرد، خواتین اور بچے اپنی پناہ گاہ کو گھر کہہ سکیں البتہ اپنے آپ کو دشمن کا نشانہ بنانے والی ایک مخلوق سمجھ سکتے ہیں۔‘‘ وہ یہ بھی سمجھ سکتے ہیں کہ’’ ہم ایک اجنبی جگہ کے باشندے ہیں جو انسانی شائستگی کے سلوک کے مستحق نہیں ہیں۔‘‘ اسرائیل کی پروپیگنڈہ مشین دنیا بھر میں اپنے حلیفوں کی مدد سے غزہ کے عوام کو غیر مہذب، متشدد، انتہاپسندوں کا نام دینے کے لیے انتھک کام کرتی ہے اور یہ تاثر دیتی ہے کہ’’ ارضِ فلسطین پر اسرائیل کا قبضہ انسانیت پسندانہ اور مہذبانہ اقدام ہے۔

بلاشبہ حقیقت اس سے بہت مختلف ہے۔ اسرائیل کی طرف سے ہمیں دہشت زدہ کرنے کی کوششوں کے باوجود ہم غزہ کے عوام کو ہمارے غاصب فسطائی حاکم اپنی روداد غم سنانے کی اجازت دینے کے لیے تیار نہیں۔ اس لیے ہم اپنے خوف خطرات اور مایوسیوں کو مزاحمت میں بدل کر دنیا کے ہر اس چوراہے پر پہنچ جاتے ہیں کہ جہاں اپنی المناک صورتحال کو بیان کر کے اپنے جابر قابضین کو شرمندہ کرنے کے لیے آواز بلند کر سکتے ہیں۔

غزہ کی پٹی اور پھر پوری دنیا میں بکھرے غزہ کے بہت سے مظلوموں کی طرح میں نے بھی زندگی بھر اسرائیل کی نوآبادیاتی پالیسیوں کا مقابلہ کیا ہے۔ میں غزہ میں پہلے اپنے مہاجر کیمپ میں اور بعد میں جرمنی میں انصاف اور آزادی کے لیے فلسطینی جدوجہد میں صف اوّل میں رہا ہوں۔ ان کوششوں پر مجھے دھمکیاں دی گئیں، ستایا، ڈرایا گیا اور یہاں تک کہ ایک بار گولی ماردی گئی لیکن میں کبھی اس جدوجہد سے دستبردار نہیں ہوا۔ کیونکہ میں یہ جانتا ہوں کہ مزاحمت ہی اس بات کا یقین کرنے کا واحد راستہ ہے کہ میرے لئے میرے اہل خانہ اور میرے پیارے اہل غزہ کے لئے زندگی کی راہ اسی خطرناک گھاٹی سے گزر کر نکلے گی۔

اسرائیل نے فلسطین کو اتنے لمبے عرصے سے تباہ کن حالت میں دبوچ رکھا ہے کہ اب ہماری خستہ صورتحال پوری دنیا کو معمول کی صورت حال لگتی ہے۔ حالانکہ اسرائیل ہمارے سماجی، معاشی اور ذاتی زندگیوں کو تباہ کرنے کے لئے پوری قوت تسلسل سے لگا رہا ہے۔

لیکن یہ افسوسناک بات ہے کہ دنیا ہماری بات سننے میں دلچسپی نہیں رکھتی۔ اسرائیل کی طرف سے فلسطینیوں کے خلاف جاری جرائم کا انکشاف بار بار صحافیوں، اقوام متحدہ کے نمائندوں، کارکنوں اور خود فلسطینیوں کے ذریعہ ہوا ہے۔ اس کے باوجود بیشتر عالمی حکومتوں نے اسرائیل پر دباؤ ڈالنے کے لیے کچھ نہیں کیا۔ کچھ لوگوں نے اسرائیل کی محض رسمی مذمت کرنے اور فلسطینیوں کے خلاف اپنی جارحانہ حملوں کو روکنے کے لیے چند پامال لفظوں پر مبنی کھوکھلے بیانات جاری کیے لیکن دوسری طرف اسرائیل کو سفارتی، سیاسی اور فوجی مدد فراہم کرتے رہے۔ بہت سے تو مکمل طور پر خاموش رہے اور ہمارے دکھوں کی طرف سے آنکھیں بند کیں جو غلیظ خودغرضی اور اخلاقی غداری ہے۔لیکن عالمی برادری ہماری حالت زار کو نظر انداز نہیں کرسکتی۔ اقوام متحدہ نے تین سال پہلے اس خدشے کا اظہار کیا تھا کہ 2020ء تک غزہ ناقابل رہائش علاقہ بن جائے گا۔ تب سے اسرائیل نے نہ صرف یہ کہ غزہ کو تیزی سے بگاڑنا شروع کیا بلکہ غزہ پٹی پر اپنے حملے تیز کر دیے۔ مقامی لوگوں کی کوشش ہے کہ اس کھلی جیل کو مزید لمبے عرصے تک رہنے کے قابل بنایا جائے۔ کرونا وائرس اب پوری غزہ کے مہاجر کیمپوں اور بستیوں میں پھیل رہا ہے۔ ہم اپنے دکھوں کی صورتحال تسلیم کرانے کا اور کاروائی کرنے کے لئے مزید انتظار کرنے کے متحمل نہیں ہوسکتے۔

ہر سال 15 مئی کا دن فلسطینیوں نے ہم وطنوں کی نسل کشی اور 1948ء

میں فلسطینی معاشرے کی تباہی کا حوالہ بنا رکھا ہے۔ اس افسوس ناک دن کے بعد سے اسرائیل کا بنیادی اسٹریٹجک مقصد فلسطین کو اس ٹکڑے میں قید رکھنا ہے۔ تباہی کی اس حالت کا مقصد اسرائیلی نو آبادیاتی ڈھانچے کی تعمیر کے ذریعے اہل فلسطین کے لیے ہر روشندان بند کرنے کا انتظام ہے۔

اسرائیل نے فلسطین کو اتنے لمبے عرصے سے تباہ کن حالت میں دبوچ رکھا ہے کہ اب ہماری خستہ صورتحال پوری دنیا کو معمول کی صورت حال لگتی ہے۔ حالانکہ اسرائیل ہمارے سماجی، معاشی اور ذاتی زندگیوں کو تباہ کرنے کے لئے پوری قوت تسلسل سے لگا رہا ہے۔

فلسطینی عوام بلاشبہ اسرائیل کی نو آبادیاتی پالیسیوں کے خلاف مزاحمت کو نچلی سطح تک منظم کر کے چلا رہے ہیں لیکن یہ بات بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہم آزادی، مساوات اور وقار کے لیے اپنے عدل و انصاف پر مبنی اخلاقی جنگ کو عالمی برادری کی حمایت کے بغیر نہیں جیت سکتے۔ اس لیے ہم عالمی برادری سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ فلسطین میں اسرائیلی جرائم کا حصہ نہ بنیں۔ اگر دنیا ہمارے حالات کو 'معمول' کے حالات سمجھ کر عملی اقدامات کرنے میں ناکام رہی تو میرے ہم وطن اپنے گھر بار کو بچانے سے ہمیشہ کے لئے محروم رہ جائیں گے۔

(الجزیرہ انگلش)

غزل

غلامی پہ راضی غلام اور ہوں گے
شکستہ صفوں کے امام اور ہوں گے
قدم راہِ حق سے اگر ڈگمگائیں
ضلالت کے پیہم نظام اور ہوں گے
اگر رابطے میں رہو گے ہمارے
سلام اور ہوں گے، کلام اور ہوں گے
شجاعت کا جب بھی اعادہ ہو دل میں
ظہورِ حسام و نیام اور ہوں گے
گریزاں ہیں جو حق کلامی سے مومنؔ
کلیموں کے ایسے کلام اور ہوں گے

مومنؔ ہندی ممبرا

(بقیہ) عرب امارات۔ اسرائیل تعلقات کی پس پردہ کہانی

میٹنگ منسوخ کی۔ بتایا جاتا ہے کہ اماراتی ولی عہد نے ہی امریکیوں کو قائل کیا کہ سعودی عرب میں محمد بن سلمان کی پشت پناہی کر کے سی آئی کے چہیتے محمد بن نائف کو ولی عہد کے عہدے سے معزول کرنے کے فیصلہ کی حمایت کریں۔ اس طرح 2018 تک اسرائیل کے کئی وزیروں نے امارات کے دورے کئے، مگر ہر بار بتایا جاتا تھا، کہ ان کا دونوں ملکوں کی سیاسی پوزیشن کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسی سال اسرائیلی وزیر خارجہ یسرائیل کارٹز بغیر پیشگی اطلاع ابوظہبی پہنچ گئے اور ایران کے خطرات سے اماراتی حکمرانوں کو آگاہ کر کے تعاون کی پیشکش کی۔ اسرائیل کے عبرانی زبان کے اخبار یسرائیل حایوم کے مطابق خود نیتن یاہو بھی اسرائیلی سیکورٹی کونسل کے سربراہ میئر بن شابات کے ہمراہ دو بار امارات کا خفیہ دورہ کر چکے ہیں۔ اس دوران امارات نے تیل تنصیبات کی سیکورٹی کیلئے اسرائیل کی ایک فرم اے جی ٹی انٹرنیشنل کو 800 ملین ڈالر کا ٹھیکہ دے دیا۔ خیر متحدہ امارات اور اسرائیل کے درمیان سفارتی تعلقات قائم ہونے سے اس خدشہ کو تقویت پہنچتی ہے کہ عرب حکمران اپنے آپ کو کس قدر غیر محفوظ، غیر مستحکم اور کمزور محسوس کرتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ امریکہ اور خطے میں اس کا قریب ترین اتحادی اسرائیل ہی ان کی بقاء کا ضامن ہے۔ مگر بین الاقوامی سیاست اور تزویراتی حکمت علمی کے قواعد ہمیں یہی بتاتے ہیں کہ امریکہ اور اسرائیل ان کی کمزوری کا زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا کر ان کو عوامی تحریکوں و پڑوسیوں سے مزید خائف کروا کے اپنے مفادات کی تکمیل کرینگے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ عرب حکمران اپنے ضمیر اور عوام کی آواز پر کان لگا کر پڑوسی اسلامی ممالک کے ساتھ اشتراک کی راہیں نکال کر اسرائیل اور امریکہ کو مجبور کر کے فلسطینی مسئلہ کا حل ڈھونڈ کر خطے میں حقیقی اور دیرپا امن و امان قائم کروانے میں کردار ادا کرتے۔ (بہ شکریہ روزنامہ 92)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

محمد طالب جلال ندوی

عَن أبي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قال: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَماً مُقْسِطاً، فَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ، وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ، وَيَفِيضُ الْمَالُ حَتَّى لاَ يَقْبَلَهُ أَحَدٌ حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا ثُمَّ، يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا سورة النساء آية 159". (صحيح البخاری؛ كِتَاب أَحَادِيثِ الْأَنْبِيَاءِ؛ بَابُ نُزُولُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ علیهما السلام)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ عنقریب ابن مریم علیہما السلام تمہارے درمیان نازل ہوں گے۔ وہ انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے والے ہوں گے، صلیب توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کر ڈالیں گے، جزیہ ختم کر دیں گے اور مال بہتات پھرے گا حتی کہ کوئی لینے والا نہ ملے گا۔ اس وقت ایک سجدہ دینا اور دینا کی تمام چیزوں سے بہتر سمجھا جائے گا۔ پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اگر اس کی تائید میں تم چاہو تو قرآن کی یہ آیت پڑھو کہ ”کوئی اہل کتاب ایسا نہیں ہوگا جو عیسیٰ کی وفات سے پہلے ان پر ایمان نہ لے آئے اور قیامت کے دن عیسیٰ ان پر گواہ ہوں گے“۔ (سورہ نساء ۱۵۹)

صحیح مسلم کے الفاظ یہ ہیں:

"وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلام حَكَمًا مُقْسِطًا، فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ، وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ، وَيَفِيضُ الْمَالُ، حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ". (صحيح مسلم، كِتَاب الْإِيمَانِ، باب نُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ حَاكِمًا بِشَرِيعَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، عنقریب تم میں ابن مریم علیہما السلام اتریں گے۔ وہ منصف حاکم ہوں گے، صلیب توڑ دیں گے، سور کو مار ڈالیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے اور مال کی اس قدر کثرت ہوگی کہ کوئی لینے نہ ہوگا۔“

صحیح مسلم کی ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں:

".....إِذْ بَعَثَ اللهُ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ، فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ، وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلَى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ إِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ، وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ، فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفَسِهِ إِلَّا مَاتَ وَنَفَسُهُ يَنْتَهِي حَيْثُ يَنْتَهِي طَرْفُهُ، فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ، فَيَقْتُلُهُ....". (صحيح مسلم: كِتَاب الْفِتَنِ وَأَشْرَاطِ السَّاعَةِ، باب ذِكْرِ الدَّجَّالِ)

ترجمہ: ”.....اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام بھیجے گا، وہ دمشق کے مشرق میں سفید منارے کے پاس زرد رنگ کا جوڑا پہنے ہوئے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے جب وہ اپنے سر کو جھکائیں گے تو اس سے قطرے گریں گے اور جب اپنے سر کو اٹھائیں گے تو اس سے سفید موتیوں کی طرح قطرے ٹپکیں گے اور جو کافر بھی ان کی خوشبو سونگھے گا وہ مرے بغیر نہ رہ سکے گا اور ان کی خوشبو وہاں تک پہنچے گی جہاں تک ان کی نظر جائے گی۔ پس حضرت عیسیٰ (دجال) کو طلب کریں گے، اسے باب لد پر پائیں گے اور

قتل کر دیں گے۔۔۔۔۔‘‘

حضرت عیسیٰؑ کی سب سے بڑی شاخت ان کے کارنامے ہیں،اس کو آپ ﷺ نے صراحت اور وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔وہ کارنامے ان احادیث کی رو سے درج ذیل ہیں:

۱۔ وہ منصف حاکم ہوں گے۔

۲۔ صلیب توڑ دیں گے۔

۳۔ سور کو مار ڈالیں گے۔

۴۔ جزیہ موقوف کر دیں گے۔

۵۔ مال کی اس قدر بہتات ہو گی کہ کوئی لینے والا نہ ہوگا۔

۶۔ وہی عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام دوبارہ نازل ہوں گے جو مریم کے بیٹے ہیں۔اس لیے تمام احادیث میں مریم علیہما السلام کا نام بھی آیا ہے ورنہ اگر وہ کسی اور کے بیٹے بن کر ان کا کردار ادا کرتے تو پھر مریم علیہما السلام کے بیٹے ہونے کی صراحت بے معنی ہے اور سب سے بڑھ کر ایک صحابی رسول کے قول نے تمام شکوک وشبہات کا دروازہ بند کر دیا ہے۔حضرت ابوہریرہؓ نے قرآن کی آیت بیان کر کے پوری صراحت کے ساتھ بتا دیا کہ وہی عیسیٰؑ دوبارہ نازل ہوں گے جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے اور جو مریم علیہما السلام کے بیٹے ہیں اور جو اللہ کے جلیل القدر نبی ہیں۔

عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ مُرسلا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم لِلْيَهُودِ: ''إِنَّ عِيسَى لَمْ يَمُتْ، وَإِنَّهُ رَاجِعٌ إِلَيْكُمْ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ''.

(ابن ابی حاتم، 4/430_ ابن جریر الطبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن، 3/289_ ابن کثیر، 1/367)

ترجمہ: امام حسن بصری سے مروی مرسل روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہود سے فرمایا: ’’عیسیٰ علیہ السلام کو موت نہیں آئی اور وہ قیامت سے پہلے تمہاری طرف ضرور واپس آئیں گے۔‘‘

شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے:

"وامارفع عیسیٰ فاتفق اصحاب الاخبار والتفسیر علی انه رفع ببدنه حیا" (التلخیص الحبیر، 3/214)

ترجمہ: تمام ائمہ حدیث اور اصحاب تفسیر اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان پر اپنے بدن کے ساتھ زندہ اٹھائے گئے ہیں۔

۷۔حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام دمشق کے مشرق میں سفید منارے کے پاس اتریں گے۔دمشق آپ ﷺ کے وقت میں بھی موجود تھا اور اس وقت بھی موجود ہے اور شام (Syria) کی راجدھانی ہے۔

۸۔جو کافر بھی اس کی خوشبو سونگھے گا وہ مر جائے گا اور ان کی خوشبو وہاں تک پہنچے گی جہاں تک ان کی نظر جائے گی۔

۹۔حضرت عیسیٰؑ دجال کو لد (Lod) کے دروازے پر پائیں گے اور اسے قتل کر دیں گے۔

لد (Lod/ Lydda) دراصل تل ابیب (Tel Aviv) سے جنوب مشرق (Southeastern) میں 19 کلومیٹر کے فاصلے پر ایک چھوٹا سا شہر ہے۔اس شہر کی آبادی 1999 کی سروے رپورٹ کے مطابق 61100 ہے۔یہاں اسرائیل نے دنیا کا جدید ترین سیکورٹی سے لیس ایئر پورٹ بنایا ہے۔اس کا نام بن گورین ایئر پورٹ Ben Gurion Airport یا (IATA: TLV, ICAO: LLBG) ہے۔یہ اسرائیل کے پہلے وزیر اعظم ڈیوڈ بن گورین کے نام پر ہے۔اس کا شمار مشرق وسطی (Middle East) کے پانچ بہترین ایئر پورٹ میں ہوتا ہے۔یہاں پر ضرورت سے بہت زیادہ سیکورٹی کے انتظامات ہیں۔اسرائیلی پولس آفیسر، سرحدی پولس (IDF and Israel Border Police) وغیرہ ہر قسم کے ممکنہ خطرات سے نمٹنے کے لیے بہت زیادہ منظم (Established) اور فعال (Active) ہے۔مزید اہم بات یہ ہے کہ لد کے اندر اسرائیل کا ملٹری ایئر بیس بھی ہے لہذا احادیث مبارکہ میں لد کے مقام پر دجال کے قتل کی صراحت اپنے اندر بے شمار اسرار و رموز رکھتی ہے۔یہ وہ علامات ہیں جو بہت ظاہر ہیں۔اس میں نہ کچھ سمجھنے کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی کو سمجھانے کی ضرورت ہے۔اگر کوئی کم فہم حدیث کو الٹ پلٹ کر اپنے مقصد کے لیے استعمال کرے تو پھر ان وضاحت اور صراحت کا کیا مطلب رہ جائے گا۔جب آپ ﷺ نے جگہ، نام، علامات اور خصوصیات بیان فرما دیا تو پھر وہی اصل ہے۔اور اس اصل کے مقابلے میں تاویل، بائبل کی پیشین گوئیاں اور دیگر کسی بھی قسم کی کوئی دلیل نہیں چلے گی۔اگر کوئی نادان ہرے کپڑے پہن لے اور اپنے بدن میں ایسی کیفیات پیدا کر لے کہ اس کے جسم اور بال سے قطرے

ٹپکنے کی کیفیت پیدا ہونے لگے تو وہ عیسیٰ ابن مریم نہیں بن جائے گا بلکہ وہ دجالوں میں سے ایک دجال اور شیطان کا رسول ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبًا مِنْ ثَلَاثِينَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللهِ." (صحیح مسلم، كِتَاب الْفِتَنِ وَأَشْرَاطِ السَّاعَةِ، باب لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَتَمَنَّى أَنْ يَكُونَ مَكَانَ الْمَيِّتِ مِنَ الْبَلَاءِ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "۳۰ تیس کے قریب دجالوں اور کذابوں کو بھیجے جانے تک قیامت قائم نہ ہوگی وہ سب دعوی کریں گے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔"

اگر کوئی شخص کچھ جسمانی خصوصیت پیدا کر بھی لے تو اس کے لیے دیگر کسی کارنامے کو انجام دینا ممکن نہیں ہوگا جیسا کہ حدیث میں صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ لہذا عیسیٰ ابن مریم کی اصل پہنچان ان کے کارنامے ہیں۔ اور جھوٹے شخص کے اندر ان میں سے کوئی صفت نہیں ہوگی اور نہ ہی وہ ان کارناموں کا انجام دے پائے گا۔ صحیح احادیث کی رُو سے عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی دونوں کے کارنامے الگ الگ اور مختلف بیان کیے گئے ہیں جو دونوں کے مختلف ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ اگر دونوں ایک ہوتے تو دونوں کے کارنامے بھی ایک ہی جیسے ہوتے نہ کہ مختلف اور امت کے تمام علماء ومحدثین کا یہی قول ہے۔ اس معاملہ کا ایک نہایت اہم ترین عنصر حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی زبردست روحانی شخصیت بھی ہے۔ انسانی تاریخ میں حضرت عیسیٰ اللہ کی تخلیق کا خصوصی شاہکار ہیں۔ اللہ نے ان کو بغیر باپ کے پیدا کیا جو گویا تمام اسباب وعلل (Effects and Cause) اور تمام فطری قوانین (Natural laws) کی ضد ہے۔ اس پہلو سے ان کے اندر مادیت (Materialism) کا عنصر (Ingredient) کم ہے اور مزید یہ کہ ثانوی واسطہ یعنی ماں کا واسطہ ہے۔ اس پس منظر میں حضرت عیسی ابن مریم علیہما السلام نے اندر بے پناہ روحانی (Spiritual) قوت ہے جس کو سمجھنا غیر شخص کے لیے ممکن نہیں ہے۔ اسی غلبہ کی بنیاد پر ان کو وہ معجزات دیے گئے جو بالکل منفرد اور مبنی بر روحانیت شخصیت یعنی فرشتوں کا خاصہ ہے۔ اللہ تعالی قرآن پاک میں فرماتا ہے:

أَنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ أَنِّي أَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللهِ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِ الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللهِ وَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ. (آل عمران:49)

ترجمہ: میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس نشانی لے کر آیا ہوں۔ میں تمہارے سامنے مٹی سے پرندے کی صورت کا ایک مجسمہ بناتا ہوں اور اس میں پھونک مارتا ہوں وہ اللہ کے حکم پرندہ بن جاتا ہے۔ میں اللہ کے حکم سے مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتا ہوں اور اس کے اذن سے مردے کو زندہ کرتا ہوں۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تم کیا کھاتے ہو اور کیا اپنے گھروں میں ذخیرہ کر کے رکھتے ہو۔ اس میں لیے کافی نشانی ہے اگر تم ایمان لانے والے ہو۔

ایک طرف حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی یہ حیرت انگیز روحانی شخصیت ہے اور دوسری طرف دجال ہے۔ دجال ابلیس کی ترکش کا حتمی اور آخری تیر ہے۔ ابلیس بلاوجہ اور خود سے سب کچھ نہیں کرسکتا ہے بلکہ اسے اپنی پلاننگ کو تکمیل تک پہنچانے کے لیے انسان کی مدد واعانت کی ضرورت ہے۔ لہذا اللہ تعالی نے اس کو جو اختیارات اور قوت وطاقت دی ہیں وہ تمام دجال میں جھونک دے گا یہاں تک کہ دجال مادی لحاظ سے ناقابل تسخیر بن جائے گا۔ مادہ کے زور پر اس کو شکست دینا ممکن نہیں ہوگا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جو معجزے عیسی ابن مریمؑ کو اللہ کی طرف دیے گئے ہیں۔ دجال ان کو ابلیسی، مادی اور اسباب وعلل کے طریقے سے حاصل کرے گا اور ایک حد تک کامیاب ہو جائے گا اور اس بنیاد پر اپنی مسیحیت اور خدائیت کا دعوی کرے گا۔ اس لحاظ سے مسیح دجال کے نزدیک کامیابی اور ترقی کا مفہوم مادہ اور دنیا ہے جب کہ حقیقی مسیح کے نزدیک ترقی اور کامیابی کا مفہوم مبنی بر آخرت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کا نام نامی بھی مسیح ہے اور دجال ملعون کے نام میں بھی مسیح کا لفظ شامل ہے۔ ایک جھوٹا مسیح ہے اور ایک سچا مسیح ہے۔ (تفصیل کے لیے راقم الحروف کی دو کتابیں "دجالیت" اور "مسیح کی حقیقت (مسیح عیسی ابن مریم اور مسیح دجال کے تناظر میں)" میں دیکھی جاسکے گی۔

صرف وہی عیسیٰ دجال کو قتل کرسکتے ہیں جو مریم علیہا السلام کے بیٹے ہیں۔ یہ معاملہ اتنا

واضح ہے کہ حضرت اقدس نبی آخرالزماں سرورانس وجاں احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا:

"۔۔۔اِنْ یَکُنْ هُوَ فَلَسْتَ صَاحِبَهُ، اِنَّمَا صَاحِبُهُ عِیْسٰی بْنُ مَرْیَمَ علیه السلام وَاِلَّا یَکُنْ هُوَ فَلَیْسَ لَكَ اَنْ تَقْتُلَ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الْعَهْدِ۔۔۔"۔ (مسند احمد: ۱۵۰۱۸، مسند جابر ابن عبداللہ)

ترجمہ: اگر ابن صیاد دجال ہے تو تم اسے قتل نہیں کرسکتے ہو۔ دجال کو صرف عیسیٰ ابن مریم ہی قتل کرسکتے ہیں اور اگر ابن صیاد دجال نہیں ہے تو پھر ایک ایسے شخص کو قتل کرنا بے سود ہے جس کے ساتھ عہدو پیمان ہے۔

ایک طرف حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی فقید المثال روحانی شخصیت ہے اور دوسری جانب دجال اکبر کی عدیم المثال مادی شخصیت ہے۔ حضرت امام مہدی دجال اکبر کو زبردست ٹکر دیں گے لیکن اسے شکست نہیں دے پائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ جب دجال امام مہدی کی فوج کا محاصرہ کیے ہوئے ہوگا تو بالکل آخری مرحلے میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کا نزول ہوگا۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے نزول کے بعد دجال کی مادی طاقت کمزور ہونے لگے گی۔ وہ خارجی طاقتیں (Additional Achievements) جس سے ابلیس نے اس کو نوازا ہوگا پاش پاش ہونے لگیں گی۔ روحانیت کے سامنے اس کا ٹھہراؤ ممکن نہیں ہوگا۔ عام خدا دشمن افراد کا یہ حال ہوگا کہ وہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی نگاہ اور سانس سے ہلاک ہوجائیں گے لیکن دجال کی زبردست مادی طاقت ایک ساتھ نہیں بلکہ دھیرے دھیرے پگھلنا شروع ہوگی۔ حدیث میں اس کے گھلنے اور پگھلنے کا لفظ بتاتا ہے کہ وہ خارجی اور بیرونی طاقتوں سے آخری حد تک لیس ہوگا اور یہودیوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں مارا جانا بھی ایک پچھلا قرض ہے۔ اللہ کی سنت یہ ہے کہ اگر کسی قوم نے اللہ کے نبی کو قتل کیا ہے تو اس پر لازمی طور پر عذاب آیا ہے۔ یہودیوں نے اپنی دانست میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی پر چڑھوا دیا لیکن اس وقت انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کی سزا نہیں ملی بلکہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قتل کی سزا ملی۔ حضرت عیسیٰ کے قتل کی سزا کو آخری وقت کے لیے ٹال دیا گیا اور اخیر وقت میں صیہونی یہودی دجال کی ہم نوائی اور ہم رکابی کرکے اس معاملہ کو اور شدید ترین بنا دیں گے۔ درج ذیل حدیث اس صورت حال کی وضاحت کرتی ہے:

" ۔۔۔فَإِذَا نَظَرَ إِلَيْهِ الدَّجَّالُ ذَابَ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ، وَيَنْطَلِقُ هَارِبًا ، وَيَقُولُ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ لِي فِيكَ ضَرْبَةً لَنْ تَسْبِقَنِي بِهَا ، فَيُدْرِكُهُ عِنْدَ بَابِ اللُّدِّ الشَّرْقِيِّ فَيَقْتُلُهُ ، فَيَهْزِمُ اللَّهُ الْيَهُودَ ، فَلَا يَبْقَى شَيْءٌ مِمَّا خَلَقَ اللَّهُ يَتَوَارَى بِهِ يَهُودِيٌّ إِلَّا أَنْطَقَ اللَّهُ ذَلِكَ الشَّيْءَ ، لَا حَجَرَ ، وَلَا شَجَرَ ، وَلَا حَائِطَ ، وَلَا دَابَّةَ إِلَّا الْغَرْقَدَةَ ، فَإِنَّهَا مِنْ شَجَرِهِمْ لَا تَنْطِقُ ، إِلَّا قَالَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ الْمُسْلِمَ ، هَذَا يَهُودِيٌّ ، فَتَعَالَ اقْتُلْهُ۔۔۔"(سنن ابن ماجه؛ كتاب الفتن؛ بَابُ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَخُرُوجِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَخُرُوجِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ)

ترجمہ: "۔۔۔جب دجال حضرت عیسیٰؑ کو دیکھے گا تو ایسا گھل جائے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے اور بھاگے گا۔ حضرت عیسیٰؑ فرمائیں گے: میری ایک مار تجھ کو کھانا ہے تو اس سے ہرگز بچ نہ سکے گا۔ آخر شرقی باب لد کے پاس اس کو پائیں گے اور اس کو قتل کریں گے پھر اللہ تعالیٰ یہودیوں کو شکست دے گا۔ حال یہ ہوجائے گا کہ یہودی اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں سے جس چیز کی آڑ میں چھپے گا اس چیز کو اللہ بولنے کی طاقت دے گا۔ تو پتھر ہو یا درخت یا دیوار یا جانور سب بولیں گے سوائے ایک درخت کے جس کو غرقد کہتے ہیں۔ وہ یہودیوں کا درخت ہے وہ نہیں بولے گا اس کے علاوہ ہر وہ چیز جس کی آڑ میں یہودی چھپے گا، کہے گی: 'اے اللہ کے مسلم بندے! یہ یہودی ہے تو آ اور اس کو قتل کر دے۔۔۔"

درخت، پتھر اور دیگر چیزوں کا گفتگو کرنا حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ کی روحانی طاقت کے سیاق میں بالکل قابل فہم ہے اور ان کے معجزے کو دیکھتے ہوئے یہ بالکل عقل و نقل کے مناسب ہے۔

غرقد یا غرقدہ کو انگلش میں Bow thorn/ Desert throrn/ Wolfberry/ Lycium کہتے ہیں۔

کئی سالوں سے بہت ہی منصوبہ بند طریقے سے اسرائیل کے اندر ہر طرف غرقد کا درخت لگایا جا رہا ہے۔ یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ یہ مقدس درخت ہے اور برے وقت میں ان کی حفاظت کرنے والا ہے۔ اس درخت کی کئی قسمیں ہیں۔ بعض پیپل کے درخت کی طرح ہے، بعض جامن وغیرہ کے درخت کی طرح ہے، بعض جھاڑی دار درخت کی طرح ہے، بعض اوپر جا کر بالکل گول ہوجاتا ہے اور دور سے پتوں کی نچلی سطح برابر دکھتی ہے۔ اس درخت کی ایک جھلک

2012 میں ہونے والے اولمپکس مقابلوں کی افتتاحی تقریب میں بھی دیکھی گئی تھی۔غرقد کے درخت کے تعلق سے آن لائن مہم بھی جاری ہے۔اس درخت کی اہمیت اور فوائد کو مختلف لہجے میں بیان کیا جارہا ہے۔اس کی کاشت کاری کے لیے حوصلہ افزائی کی جارہی ہے یہاں تک کہ اسرائیل نے ہندوستان کو اس درخت کی مفت کاشت کاری کا آفر دیا تھا۔خصوصی طور پر اسرائیل کے اندر اس درخت کو پھیلانے اور بڑھاوا دینے کے لیے عطیہ (Donation) کی آن لائن کوششیں بھی زور شور سے چل رہی ہیں۔تفصیل کے لیے درج ذیل ویب سائٹ ملاحظہ کی جاسکتی ہے:

https://www.treesfortheholyland.com/index.html

کذب وافتراء کے کارخانوں سے یہ بات بھی نکلی ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام اور حضرت امام مہدی دو الگ الگ شخصیت نہیں بلکہ ایک ہی شخصیت ہیں۔اس کی دلیل میں وہ ایک روایت پیش کرتے ہیں جس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔'لَا مَہدِیَّ اِلَّا عیسیٰ' کہ مہدی عیسی ابن مریم ہی ہیں۔

یہ روایت بہت ساری دیگر صحیح احادیث کے خلاف ہے جس کی وجہ سے اس کو منکر کہا گیا ہے۔اور اس حدیث کی سند بھی نہایت کمزور ہے لہذا وہ احادیث مبارکہ جو صحیح سند کے ساتھ مروی ہیں اور تعداد میں بھی بہت زیادہ ہیں اس کے مقابلے میں ایک نہایت ضعیف روایت کو نہیں پیش کیا جاسکتا ہے۔

بخاری، مسلم اور حدیث کی دیگر تمام کتابوں میں امام مہدی اور عیسیٰؑ کے مختلف ہونے، الگ الگ ہونے، دونوں کے الگ الگ کارنامے اور دیگر تمام چیزیں پوری صراحت کے ساتھ بیان کی گئی ہیں۔ اس طرح کی احادیث کی تعداد سینکڑوں میں ہے اور یہ سب احادیث ہر لحاظ سے صحیح اور بہترین ہیں۔

سینکڑوں صحیح حدیث کے مقابلے میں نہایت ہی ضعیف اور کمزور سند سے مروی صرف ایک حدیث ہے۔یہ عقل کے لحاظ سے بھی ناقابل قبول ہے اور اسی کے ساتھ محدثین نے اس حدیث کو منکر بھی قرار دیا ہے لہذا اس حدیث کو ہرگز دلیل نہیں بنایا جاسکتا ہے۔

اس حدیث (لَا مَہدِیَّ اِلَّا عیسیٰ) کہ مہدی عیسی ابن مریم ہی ہیں، کو ابن ماجہ نے اپنی سنن (1341) میں، امام حاکم نے مستدرک (441/4) خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ (361/5) میں درج ذیل سند کے ساتھ ذکر کیا ہے:

من طريق يونس بن عبد الاعلى المصري، ثنا محمد بن ادريس الشافعي، حدثني محمد بن خالد الجندي، عن ابان بن صالح، عن الحسن، عن انس رضی اللہ عنہ

ترجمہ: یونس بن عبد الاعلی المصری کہتے ہیں کہ میں نے محمد ابن ادریس شافعی سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد ابن خالد الجندی سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابان ابن صالح سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حسن سے سنا، حسن کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس ابن مالک رضی اللہ سے سنا۔

امام ذہبی نے اس حدیث کے بارے میں کہا ہے کہ یونس ابن عبد الاعلی نے یہ حدیث امام شافعی سے نہیں سنی ہے۔لہذا یہ حدیث منقطع ہے اور بعض رُو سے اسے موضوع بھی کہا جاسکتا ہے کہ یونس ابن عبد الاعلی نے امام شافعی سے یہ حدیث سنی ہی نہیں تو پھر آگے کی سند بھی مشکوک ہے۔

ابن صلاح نے امالی میں ذکر کیا ہے کہ اس حدیث کے راوی ابان ابن صالح نے یہ حدیث حسن سے نہیں سنی ہے۔اس رو سے اس حدیث میں دو سند منقطع ہے جس کی وجہ سے یہ نہایت ضعیف ترین ہوگئی۔

امام بیہقی نے لکھا ہے کہ اس حدیث کے برخلاف صحیح احادیث، جو کہ بہترین اور صحیح سند کے ساتھ مروی ہیں، بہت ساری ہیں۔ان میں امام مہدی کے خروج کی پوری صراحت ہے، لہذا ایک ضعیف ترین روایت صحیح روایات کو نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے۔

نسائی، حاکم، بیہقی، ذہبی، قرطبی، صغانی اور ابوالفتح الازدی نے اس روایت کو 'منکر' قرار دیا ہے۔'منکر' وہ حدیث ہے جو دیگر بہت ساری صحیح احادیث کے خلاف ہو۔یہ ناقابل قبول ہوتی ہے۔ اور ان لوگوں نے کہا ہے کہ یہ روایت مرسل ہے اور اس کی سند صرف حسن پر ہے۔حسن نے اسے کسی صحابی سے نقل نہیں کیا ہے۔یہ تضادات اس روایت کو نہایت کمزور کر دیتے ہیں لہذا یہ قابل حجت نہیں ہے۔

اگر اس روایت کو چند لمحے کے لیے درست مان بھی لیا جائے تو اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ اس وقت حضرت عیسی علیہ السلام سے بڑھ کر کوئی شخص 'مہدی' یعنی 'ہدایت یافتہ' نہیں ہوگا۔حضرت عیسی علیہ السلام گرچہ امت محمدیہ کے فرد ہوں گے مگر وہ نبی مرسل بھی ہیں۔نبی مرسل کے مقابلے میں کسی بھی غیر نبی شخص کی

ہدایت نبی سے افضل اور اکمل نہیں ہو سکے گی۔

اسی اسلوب میں ایک حدیث درج ذیل الفاظ کے ساتھ وارد ہوئی ہے:

"لَا فَتًى إِلَّا عَلِيٌّ"، یعنی کوئی جوان نہیں ہے سوائے حضرت علی کے لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی جوان شجاعت اور بہادری میں حضرت علی کے برابر نہیں ہے۔ اس کا یہ معنی نہیں ہوگا کہ حضرت علی کے علاوہ کوئی جوان ہی نہیں ہے۔ لہٰذا اس حدیث کے معنی یہ ہوں گے کہ کوئی بھی ہدایت یافتہ اور مہدی شخص عصمت و فضیلت اور علو منزلت میں حضرت عیسی علیہ السلام کے برابر نہیں ہوگا۔ یہ توجیہ جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب "العرف الوردی فی اخبار المھدی" میں کی ہے۔ یہ خیال بھی باطل ہے کہ بعد میں لوگوں نے امام مہدی اور عیسی علیہ السلام کا الگ الگ تصور قائم کرلیا۔ جب کہ مشہور تابعی جنہوں نے بہت سارے صحابہ کرام کی صحبت پائی اور ان سے علم حاصل کیا، وہ اس کی صراحت فرماتے ہیں:

قال التابعی المشھور محمد بن سیرین رحمه الله: "اَلْمَهدِیّ مِن هٰذِهِ الْاُمّة، وهُوَ الَّذِی یَؤُمّ عیسیٰ بنَ مریم"۔ ذکرہ عنه ابن ابی شیبة فی المُصَنَّفِ۔

ترجمہ: مشہور تابعی محمد ابن سیرین فرماتے ہیں کہ مہدی اس امت کے فرد ہیں جو (ایک موقع پر) حضرت عیسی ابن مریم کی امامت فرمائیں گے۔

وقال الامام احمد فی "اصول السنة":

وَالْإِيمَانُ أَنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَّالِ خَارِج مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ، وَالْأَحَادِيثُ الَّتِي جَاءَتْ فِيهِ، وَالْإِيمَان بِأَنَّ ذَلِكَ كَائِنٌ، وَأَنَّ عِيسَى بْنَ مَرِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَنْزِل فَيَقْتُلُه بِبَاب لُدّ۔ (اصول السنة؛ صفحه:33)

ترجمہ: امام احمد ابن حنبل "اصول السنۃ" میں فرماتے ہیں:

مسیح دجال کا نکلنا اور اس کی آنکھوں کے درمیان کافر کا لکھا ہونا اور وہ احادیث جو اس تعلق سے مروی ہیں، اس سب کے واقع ہونے پر ایمان ہونا چاہیے اور یہ کہ عیسی ابن مریم ہی اتریں گے اور لُد کے دروازے کے پاس دجال کو قتل کریں گے۔

وقال الامام ابو حنیفۃ: "وسَائِر عَلَامَات یوم الیوم القیامة عَلی مَا وَرَدَتْ به الْأَخْبَار الصحیحة حَقّ کائن"۔ (شرح الفقہ الاکبر؛ صفحہ:168)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں: قیامت کی وہ تمام نشانیاں جو صحیح احادیث میں مروی ہیں، پوری ہو کر رہیں گی۔

قال الامام الطحاوی فی عقیدته: "وَنُؤْمِن بأشراط السَّاعَةِ مِنْ خُرُوجِ الدَّجَّالِ، وَنُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ السَّمَاءِ، وَنُؤْمِن بِطُلُوعِ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَخُرُوج دَابّةِ الْأَرْضِ مِنْ مَوْضِعِهَا."

قَال الْاَلبانی مُعَلَّقًا و اعْلَمْ أَنَّ احادیثَ الدَّجَّال و نُزُول عیسی علیه السَّلَام متواترة یجب الاِیمانُ بها و لَا تَغْتَرَّ بِمَنْ یَدَّعی فِیها اَنّها اَحادیثُ آحَاد فانهم جُهَّال بهذا الْعِلْمِ وَ لیسَ فیهم مَنْ تَتَبَّعَ طرقها و لَوْ فَعَلَ لَوَجدها متواترة کَمَا شَهِد بذلك ائمةُ هذا الْعِلْمِ کَالحافظ ابنِ حَجَرٍ وغیرہ۔" (شرح العقیدة الطحاویة؛ صفحه:499)

ترجمہ: امام طحاوی اپنی کتاب کتاب العقیدۃ الطحاویۃ میں لکھتے ہیں:

ہم قیامت کی نشانیوں پر ایمان رکھتے ہیں جیسے دجال کا نکلنا، عیسی علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا۔ ہم مغرب سے سورج طلوع ہونے پر اور دابۃ الارض کے اس کی جگہ سے نکلنے پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔

شیخ ناصر الدین البانی اس کتاب کے حاشیے میں لکھتے ہیں:

"یہ جاننا چاہیے کہ دجال کے نکلنے اور عیسی علیہ السلام کے نازل ہونے کے تعلق سے متواتر حدیثیں موجود ہیں جن پر ایمان لانا واجب ہے۔ ان لوگوں کی باتوں سے دھوکہ نہ کھایا جائے جو کہتے ہیں کہ یہ سب اخبار آحاد ہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ اس طرح کے دعویدار لوگ علم حدیث سے ناواقف ہیں اور ان کے اندر علمی رسوخ ناپید ہے۔ اگر وہ تحقیق اور غور کریں تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ دجال اور عیسی ابن مریم کے متعلق حدیثیں متواتر ہیں، جیسا کہ علم حدیث کے ائمہ مثال کے طور پر ابن حجر عسقلانی وغیرہ نے اس کی شہادت دی ہے۔"

صریح احادیث میں حضرت عیسی ابن مریم علیہما السلام اور حضرت امام مہدی کی علامات اور سب سے بڑھ کر ان کے کارناموں کو واضح الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ دونوں کے لیے جو علامات اور کارنامے بیان کیے گئے ہیں وہ بالکل مختلف ہیں۔ یہ ضد کرنا کہ دونوں کے الگ ہونے کے لیے ضروری ہے کہ دونوں کا ذکر ایک ساتھ مختلف ناموں سے ہو، نری جاہلیت ہے۔ یہ باتیں، یہ دلائل اور یہ طرز گفتگو مرزا قادیانی کی کتابوں میں موجود ہیں۔ علماء اسلام نے بھرپور انداز میں ان سب کی تردید کی ہے۔ اس طرح کی باتیں مرزا غلام احمد

افتخار گیلانی

عرب امارات ۔ اسرائیل تعلقات کی پس پردہ کہانی

امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ کی ایما پر متحدہ امارات نے اسرائیل کو تسلیم کر کے باضابطہ سفارتی تعلقات قائم کر کے بین الاقوامی سیاست میں دھماکہ تو کر دیا، مگر مبصرین ابھی بھی سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں، کہ آیا امارات کو اس طرح کا قدم اٹھانے کی آخر ضرورت کیوں پیش آئی۔ اسرائیلی اخبار حاریٹز کے مدیر زیوی بارمل کے مطابق مصر اور اردن کے برعکس امارات کو امریکی امداد کی نہ کسی ایسی ٹیکنالوجی کی ضرورت تھی، جو وہ پیسوں سے خرید نہ سکتا تھا۔ حال ہی میں یمن کی جنگ سے تنگ آکر امارات نے سعودی اتحاد سے کنارہ کشی کر کے ایران کے ساتھ تعلقات استوار کرنے کی کوشش کی تھی۔ مگر اسی دوران اسرائیل کو تسلیم کر کے اس نے ایک قدم آگے اور دو قدم پیچھے والی پالیسی اختیار کر کے دوبارہ ایران کے ساتھ ایک طرح سے کشیدگی مول کر خطے میں مزید پیچیدگیاں پیدا کر دیں۔ 13 اگست کو اسرائیل اور متحدہ امارات کے درمیان طے پائے گئے معاہدے کے بعد جو مشترکہ بیان جاری ہوا ہے، اسکا بغور تجزیہ کر کے محسوس ہوتا ہے کہ اس کے خالق خاصے عجلت میں تھے۔ بیان میں مشرق وسطیٰ کے اصل تنازعہ فلسطین کا کہیں ذکر تک نہیں ہے۔ بس زبانی بتایا گیا کہ اسرائیل مغربی کنارہ اور وادی اردن کو ضم کرنے کی پالیسی پر نظرثانی کریگا۔ یہ خوش فہمی چند گھنٹوں کے بعد ہی اسرائیلی وزیراعظم بنیامن نیتن یاہو نے دور کر دی۔ انہوں نے کہا کہ اس طرح کی کوئی یقین دہانی نہیں دی گئی ہے۔ اس میں سابق سعودی فرمانروا شاہ عبداللہ کے فارمولہ کا بھی ذکر نہیں ہے، جس کو اتفاق رائے سے عرب لیگ نے 2002 میں منظور کر کے رکن ممالک کو تاکید کی تھی کہ اسرائیل کے ساتھ تعلقات کو معمول پر لانے کیلئے اس فارمولہ کے اطلاق کو یقینی بنایا جائے اور تعلقات کو اسکے ساتھ مشروط کیا جائے۔ اس بیان میں فلسطینی اور اسرائیلی رہنماوں کے درمیان طے پائے گئے اوسلو ایکارڈ کے مندرجات کو لاگو کرنے کی بھی کوئی یقین دہانی نہیں ہے۔ ہاں بین السطور اسرائیل نے یہ وعدہ ضرور کیا ہے کہ یروشلم یا القدس شہر کی عبادت گاہوں، بشمول مسجد الاقصیٰ اور گنبد صخرا دنیا بھر کے ''پرامن'' مسلم زائرین کیلئے کھولا جائیگا۔ یعنی مسلمانوں کا حق عبادت تسلیم کیا گیا ہے۔ مگر چونکہ زائرین کو اسرائیلی امیگریشن سے گذرنا ہوگا، اسلئے اسرائیلی ویزا اور اجازت کی بھی ضرورت پڑے گی اور صرف ان ہی ممالک کے مسلمان زیارت کے لیے آسکیں گے، جو اسرائیل کو تسلیم کرتے ہوں گے۔ اور پھر اسرائیلی سفارت خانے کو حق حاصل ہوگا کہ 'پرامن' کی اصطلاح کا استعمال کر کے اجازت کی درخواست مسترد بھی کریں گے۔ اگر امارات کے حکمران اسی شق کو ہی ٹھیک طرح سے معاہدہ میں شامل کرواتے اور اردن کے ویزا پر عمان کے راستے، مسجد اقصیٰ کی زیارت کی اجازت حاصل کرواتے، تو شاید مسلم دنیا ان کی احسان مندرہتی اور ہر سال لاکھوں مسلمانوں کے القدس وارد ہونے سے فلسطینیوں کی ہمت بندھ جاتی اور انکی اقتصادی صورت حال بھی بہتر ہوجاتی۔ باوثوق ذرائع کے مطابق امارات اور اسرائیل کے درمیان خفیہ تعلقات کا آغاز اصل میں 2008 میں اس وقت ہوا تھا، جب اقوام متحدہ نے بین الاقوامی تجدید توانائی ایجنسی کے صدر دفتر کو ابوظہبی کے پاس مصدر شہر میں قائم کرنے کی منظوری دیدی۔ اقوام متحدہ کی ذیلی ایجنسی کے بظاہر ایک بے ضرر سے دفتر نے، جس کا سیاست کے ساتھ دور دور تک کا واسطہ بھی نہیں تھا، برسوں تک اسرائیل اور امارات کے افسران کو ملنے اور بیک چینل سفارت کاری کیلئے ایک نہایت عمدہ کور فراہم کیا۔ چونکہ اسرائیل بھی اس ایجنسی کا ممبر تھا، اس لیے تل ابیب کو انرجی کے حوالے سے اپنا ایک مستقل نمائندہ ابوظہبی میں تعینات کرنا پڑا۔ 2015 میں اسرائیلی وزارت خارجہ میں ڈائریکٹر جنرل ڈور گولڈ کی قیادت میں ایک اسرائیلی وفد نے دوبئی کا دورہ کیا۔ چونکہ یہ دورہ اعلانیہ طور پر کیا گیا تھا، اسی لئے دونوں ملکوں نے بیانات داغے کہ اس دورہ کا دونوں ملکوں کی سیاسی پوزیشن کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ ذرائع نے راقم کو بتایا کہ امارات کو اسرائیل اور امریکہ میں یہودی لابی کی ضرورت کا احساس 2006 میں اس

وقت ہوا تھا، جب امارات کے دوبئی ورلڈ پورٹ نے چھ امریکی بندرگاہوں کا انتظام وانصرام سنبھالنے کیلئے ٹینڈر بھرا تھا۔اس پر امریکی کانگریس میں خاصا ہنگامہ برپا ہوا۔کئی کانگریس اراکین نے نیویارک ، بالٹی مور اور میامی جیسے حساس پورٹ کسی عرب کمپنی کو دینے کی بھرپور مخالفت کی اور دلیل دی کی اس سے امریکی اور اسکے اتحادیوں کی سلامتی خطرے میں پڑ جانے کا اندیشہ ہے۔گو کہ امارات نے ٹینڈر واپس لے لیا،مگر یہ اس کے حکمرانوں کیلئے لمحہ فکریہ تھا کہ آخر امریکی اتحادی ہونے اور گلف میں اس کو پوری سہولیات دینے کے باوجود امریکی کانگریس اور انتظامیہ میں اس قدر بدگمانی کیوں ہے؟ ان ہی دنوں امارات نے اقوام متحدہ کی نوزائیدہ قابل تجدید توانائی ایجنسی یعنی IRENA کے صدر دفتر کو ابوظہبی میں قائم کرنے کی پیشکش کی تھی۔مگر اب خدشہ لاحق ہوگیا تھا کہ امریکی کانگریس کے اراکین ایجنسی کے صدر دفتر کو امارات میں قائم کرنے کی بھی مخالفت کر سکتے ہیں۔

طے پایا گیا کہ واشنگٹن میں کسی لابی فرم کی خدمات حاصل کی جائیں، جس نے بعد میں اماراتی حکمرانوں کا رابطہ امریکہ میں طاقتور یہودی لابی یعنی امریکین جیوش کمیٹی یعنی اے جے سی سے کروایا۔انہی دنوں بھارت نے بھی اسرائیل کی ایما پر اسی کمیٹی کی خدمات امریکہ کے ساتھ جوہری معاہدہ طے کرنے اور اسکو کانگریس کی رضامندی حاصل کرنے کیلئے حاصل کی تھی۔2008 میں امریکی کانگریس نے جوہری قانون میں ترمیم کرکے بھارت کیلئے جوہری ٹیکنالوجی فراہم کرنے کیلئے راستہ ہموار کردیا۔اے جے سی نے نہ صرف اقوام متحدہ کی ایجنسی کا صدر دفتر ابوظہبی میں کھولنے میں مدد کی، بلکہ 2009 میں امریکی کانگریس سے امارات کو بھی جوہری ٹیکنالوجی فراہم کروانے کیلئے بھارت، امریکی نیوکلیر ڈیل کی طرز پر منظوری دلوانے میں بھی کلیدی کردار ادا کیا۔جس کے بعد کوریا کی ایک فرم کے اشتراک سے امارات نے 30 بلین ڈالر کے نیوکلیر پروگرام کی داغ بیل ڈالی، جو اب تیار ہونے کے بلکل قریب ہے۔وکی لیکس میں تل ابیب میں امریکی سفارت خانے کے سیاسی مشیر مارک سیورز کی 2009 کی ایک کیبل کا تذکرہ ہے، جس میں وہ خلیجی ممالک اور اسرائیل کے درمیان خفیہ روابط کا انکشاف کر رہے ہیں۔خاص طور پر اس کیبل میں بتایا گیا ہے کہ اسرائیلی وزیر خارجہ زیپی لیونی اور امارات کے اس کے ہم منصب کی بند کمروں میں اکثر ملاقاتیں ہو رہی ہیں۔2010 میں تاہم دونوں ممالک کے تعلقات کشیدہ ہوگئے، جب اسرائیلی خفیہ ایجنسی موساد نے دوبئی کے ایک ہوٹل میں حمص کے لیڈر محمود المابحوح کو قتل کردیا، اس سے قبل ان کو زہر دینے کی بھی کوشش کی گئی تھی۔اسرائیلی صحافی لوسی ملممین کے مطابق اماراتی حکمران اس لئے ناراض ہوگئے کیونکہ یہ قتل ایسے وقت کیا گیا، جب اسرائیلی سفارت کار برلوس کا شدان امذاکرت میں مصروف تھے اور اندازہ لگایا جارہا تھا کہ موساد کا قاتل دستہ تلاشی وغیرہ سے بچنے کیلئے سفارت کار کے وفد کے ساتھ ہی دوبئی وارد ہوگیا تھا۔مگر امریکی کانگریس اراکین کی پذیرائی حاصل کرنے اور ٹیکنالوجی کے حصول کی خاطر اماراتی حکمرانوں نے یہ تلخ گھونٹ جلد پی لیا۔2016 میں جب ڈونالڈ ٹرمپ کو ریپبلکن پارٹی نے صدارتی امیدوار نامزد کیا، تو ولی عہد محمد بن زید النہیان نے ٹرمپ کے یہودی داماد جیرالڈ کوشنر کے ساتھ انتخابات سے قبل ہی تعلقات استوار کر لئے تھے۔حتیٰ کہ نیویارک میں کوشنر سے ملاقات کی خاطر ولی عہد اور ان کے برادر عبداللہ بن زید نے امریکی صدر بارک اوبامہ کے ساتھ طے شدہ

(بقیہ صفحہ 31 پر)

> متحدہ امارات اور اسرائیل کے درمیان سفارتی تعلقات قائم ہونے سے اس خدشہ کو تقویت پہنچتی ہے کہ عرب حکمران اپنے آپ کو کس قدر غیر محفوظ، غیر مستحکم اور کمزور محسوس کرتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ امریکہ اور خطے میں اس کا قریب ترین اتحادی اسرائیل ہی ان کی بقاء کا ضامن ہے۔مگر بین الاقوامی سیاست اور تزویراتی حکمت علمی کے قواعد ہمیں یہی بتاتے ہیں کہ امریکہ اور اسرائیل ان کی کمزوری کا زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا کر ان کو عوامی تحریکوں و پڑوسیوں سے مزید خائف کرواکے اپنے مفادات کی تکمیل کرینگے۔کیا ہی اچھا ہوتا کہ عرب حکمران اپنے ضمیر اور عوام کی آواز پر کان لگا کر پڑوسی اسلامی ممالک کے ساتھ اشتراک کی راہیں نکال کر اسرائیل اور امریکہ کو مجبور کرکے فلسطینی مسئلہ کا حل ڈھونڈ کر خطے میں حقیقی اور دیرپا امن و امان قائم کروانے میں کردار ادا کرتے۔

بال جوڑنا اور جوڑوانا

عن اسماء بنت ابی بکر قالت: جاءت امرأة الی النبی ﷺ فقالت: یارسول الله ! اِن لی ابنة عریسا اصابتها حصبة فتمرق شعرها أفأَصله؟ فقال : لعن الله الواصلة والمستوصلة"(۱)

''سیدہ اسماء بنت ابوبکرؓ کہتی ہیں: نبی ﷺ کے پاس ایک عورت آئی، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری چھوٹی بیٹی دلہن بنی ہے، مرض کی وجہ سے اس کے بال جھڑ گئے، کیا میں اس کے بال میں بال جوڑ دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بال جوڑنے والی اور جوڑوانے والی پر اللہ کی لعنت ہے۔''

عورتوں کے لیے انسانی بال یا مصنوعی بال کا استعمال جائز نہیں، انسانی بال کا استعمال اس لیے ناجائز ہے کہ انسانی اعضاء کا استعمال انسانیت کی عزت وشرافت کے خلاف ہے اور مصنوعی بالوں کا استعمال اس لیے جائز نہیں کہ اس میں حقیقی بال ہونے کا دھوکا ہوتا ہے۔ اسلامی شریعت میں یہ دونوں باتیں ناپسندیدہ ہیں: چناں چہ مسلم کی حدیث میں اس طرح بال جوڑنے کو فریب قرار دیا گیا ہے۔

عن سعید بن المسب قال: قدم معاویة المدینة فخطبنا واخرج کبة من شعر،فقال: ما کنت اری ان احدا یفعله الاالیھود. ان رسول الله ﷺ بلغه فسماه الزور"(۲)

''سعید بن مسیب کہتے ہیں: سیدنا معاویہؓ مدینہ تشریف لائے، انہوں نے خطبہ دیا اور بال کا جوڑا نکالا اور فرمایا: میں نہیں سمجھتا ہوں کہ یہود کے علاوہ کسی نے ایسی حرکت کی ہوگی، رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر پہنچی، تو انہوں نے اسے جھوٹ (جھوٹا بال) قرار دیا۔''

البتہ جانور کے بال اور سوت اور ریشم کے دھاگے وغیرہ جو انسانی بالوں کے مشابہ نہ ہوں، ان کا بالوں میں لگانا جائز ہوگا۔

علامہ نوویؒ لکھتے ہیں:

ترجمہ: بال جوڑنے اور جوڑوانے والی پر مطلق لعنت ہے، یہی ظاہر اور پسندیدہ قول ہے۔ ہمارے اصحاب نے اس میں تفصیل یہ بتائی ہے کہ اگر انسان کا بال جوڑا، تو یہ بالاتفاق حرام ہے، خواہ مرد کا بال ہو، یا عورت کا، محرم اور شوہر کا بال ہو یا دونوں کے علاوہ کا، اس لیے کہ انسان کے بال اور اس کے تمام اجزاء سے فائدہ حاصل کرنا حرام ہے، انسانی بزرگی کا یہی تقاضہ ہے، انسان کے بال، اس کے ناخن اور اس کے تمام اجزاء کو دفن کر دیا جائے، اگر عورت نے انسان کے علاوہ کسی کا بال جوڑا ہو اور وہ ناپاک ہو، جیسے مردہ کا بال اور حرام جانور کا بال جو اس کی زندگی میں جدا کر لیا گیا ہو، تو حدیث کی بنا پر یہ بھی حرام ہوگا، کیوں کہ اس نے جان بوجھ کر نماز اور غیر نماز کی حالت میں نجاست کو اٹھائے رکھا ہے، حرمت کی ان

دونوں صورتوں میں شادی شدہ اورغیر شادی شدہ عورت اورمرد کا حکم برابر ہے۔ البتہ ،انسان کے علاوہ کسی جانور کے پاک بال کاحکم یہ ہے کہ اگرعورت کا شوہر یا آقانہ ہوتو یہ بھی حرام ہے، اگرشوہر ہو، تو چند اقوال ہیں: ایک قول یہ ہے کہ حدیث کے ظاہری اقوال کے مطابق جائز نہیں، دوسرا قول یہ ہے کہ حرام نہیں ہے اور دونوں سے صحیح قول یہ ہے کہ اگر شوہر یا آقا کی اجازت سے کیا ہو، تو جائز ہے ورنہ حرام ہے۔

قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں: البتہ نرم ریشم وغیرہ کے دھاگوں کا لپیٹنا جو بال کے مشابہ نہ ہوں، ممنوع نہیں ہوگا، کیوں کہ یہ بال جوڑنا نہیں ہے نہ اس سے جوڑنے کا مقصد حاصل ہوسکتا ہے۔ یہ محض خوب صورتی کے لیے ہے۔" (شرح مسلم للنووی)

نیز فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"وصل الشعر بشعر الآدمی حرام، سواء کان شعرھا او شعر غیرھا، کذافی الاختیار شرح المختار، ولابأس للمراۃ ان تجعل فی قرونھا وذوانبھا شیئا من الوبر، کذافی فتاوی قاضی خان (الفتاوی الھندیہ ۵/۳۵۸)

"اپنے بال میں کسی انسان کا بال جوڑنا حرام ہے، خواہ اسی عورت کا بال ہو، یا کسی دوسری عورت کا، البتہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ عورت اپنی چوٹیوں اور زلفوں میں جانور کے کچھ بال لپیٹ لے۔"

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جن چیزوں کا کرنا حرام ہے، ان میں تعاون کرنا بھی حرام ہے؛ چناں چہ فقہ کا قاعدہ بھی ہے: ماحرم اخذہ حرم اعطاءہ. جن چیزوں کا لینا حرام ہے، اس کا دینا بھی حرام ہے۔

علامہ نوویؒ نے بھی لکھا ہے:

وفیہ ان المعین علی الحرام یشارك فاعلہ فی الاثم کما ان المعاون فی الطاعۃ یشارك فی ثوابھا"

(شرح مسلم لنووی)

"حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حرام کام میں مدد کرنے والا حرام کام کرنے والے کے ساتھ گناہ میں شریک ہے، جیسا کہ ثواب کے کام میں مدد کرنے والا ثواب میں شریک ہوتا ہے۔"

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد بھی ہے۔

تعانوا علی البر والتقوی ولاتعاونو علی الاثم والعدوان واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب۔ (المائدہ)

نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کا تعاون کرو، گناہ اور سرکشی کے کام میں دوسروں کا تعاون نہ کرو، اللہ سے ڈرو! بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والے ہیں۔"

آج بیوٹی پالر میں زیبائش وآرائش کے ناجائز طریقے استعمال کیے جاتے ہیں۔ ایسا پیشہ اختیار کرنا اور ایسی ملازمت کرنا جائز نہیں ہوگا۔

فارم نمبر چار(4) Form

مالک : شیخ نثار شیخ چاند
قومیت : ہندوستانی
پتہ : پہلا منزلہ بسیرا اپارٹمنٹ کے سامنے، سبھاش چوک، آکولہ۔
پرنٹر : شیخ نثار شیخ چاند
قومیت : ہندوستانی
پتہ : پہلا منزلہ بسیرا اپارٹمنٹ کے سامنے سبھاش چوک، آکولہ۔
ایڈیٹر : شیخ نثار شیخ چاند
قومیت : ہندوستانی
پتہ : پہلا منزلہ بسیرا اپارٹمنٹ کے سامنے، سبھاش چوک آکولہ۔
وقفہ اشاعت : ماہانہ
مقام اشاعت: پہلا منزلہ، بسیرا اپارٹمنٹ کے سامنے، سبھاش چوک، آکولہ۔

میں پرنٹر، پبلشر، ایڈیٹر شیخ نثار شیخ چاند اعلان کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا تفصیلات میرے علم کے مطابق بالکل صحیح ہیں۔

دستخط : شیخ نثار شیخ چاند

گوشۂ اطفال

کہنا بڑوں کا مانیں

ابوالفیض

اسکول کئی مہینوں سے بند تھا۔بچوں کے پاس چھٹیاں ہی چھٹیاں تھیں۔لاک ڈاؤن کے چلتے تمام چیزیں متاثر تھیں۔گھر میں مسلسل ایک لمبے عرصے سے رہتے رہتے بچوں کے اندر سے وقت کی وقت پابندی بھی آہستہ آہستہ ختم ہو رہی تھی۔ان کے رہنے سہنے،کھانے پینے،پڑھنے لکھنے،کھیلنے کودنے یہاں تک کہ سونے کا بھی کوئی وقت متعین نہیں تھا۔اسکول بند ہونے کی وجہ سے بچے اپنے گھروں میں اوٹ پٹانگ حرکتیں بھی کرنے لگے تھے۔بڑوں کے سمجھانے بجھانے کا ان پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔خنساء،راشد،ارقم،ارشد اور فوزان کا معمول ابھی پہلے جیسا تھا۔وہ اپنے والدین اور بڑوں کا کہنا مانتے تھے لیکن پاس پڑوس اور محلے کے بچوں کے اثرات ان پر بھی آہستہ آہستہ مسلط ہو رہے تھے۔اس دن تو حد ہوگئی جب عبداللہ چچا کے ۱۵ سالہ سب سے بڑے لڑکے نے صرف اس بات پر جھگڑا شروع کیا تھا کہ اس کے والد اسے ہر وقت موبائیل پر گیم کھیلنے سے منع کر رہے تھے۔عبداللہ چچا کی یہ کوشش تھی کہ ان کا بڑا لڑکا کچھ وقت نکال کر پڑھائی بھی کرلے اور محلے کے اوباش لڑکوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا چھوڑ دے۔

دادی جان کو جب یہ باتیں معلوم ہوئی تو وہ بہت رنجیدہ ہوئیں۔انہوں نے مناسب وقت دیکھ کر گھر کے سارے بچوں کو اپنے پاس بلایا، ان سے خیریت دریافت کرنے کے بعد پوچھا:

بچو! آج کہانی سنو گے؟

سارے بچے ایک ساتھ بول پڑے۔ہاں!۔۔۔۔ہاں!!۔۔۔۔ہاں ہم سنیں گے۔

دادی نے کہا بچو! آج میں ایک بلبل اور اس کے بچوں کی کی کہانی سناؤں گی۔

اتنا سننا تھا کہ سارے بچے خوشی سے جھومنے لگے۔

دادی نے کھنکھار کر اپنا گلا صاف کیا پھر کہانی شروع کردی۔

ایک گاؤں کے کنارے گندم کے کھیت میں ایک بلبل اپنے بچوں کے ساتھ گھونسلہ بنا کر رہتی تھی۔ایک دن وہ کسی کام سے باہر گئی تھی اسی دوران کھیت کے مالک کا بیٹا فصل کا معائنہ کرنے کھیت آیا تھا۔اس نے جاتے وقت کہا ”میں کل اپنے پڑوسیوں کے ساتھ مل کر فصل کاٹ لوں گا۔یہ بات جب بلبل کے بچوں نے سنی تو وہ بہت دکھی ہوئے۔انہوں نے اپنی ماں کے آنے پر ڈرتے ڈرتے ساری بات بتادی اور کھیت سے نقل مکانی کے لیے اصرار کرنے لگے۔ماں نے بچوں کی باتوں کو اطمینان سے سنا پھر کہا: ابھی ہم کہیں نہیں جائیں گے۔بچے اپنی ماں کا جواب سن کر حیرت میں پڑ گئے کچھ تو من ہی من میں کوسنے بھی لگے تھے۔کچھ دنوں کے بعد کسان کا لڑکا دوبارہ کھیت دیکھنے آیا۔اس نے جاتے وقت کہا ”میں کل صبح دادا اور ابو سے مشورہ کرکے فصل کاٹ لوں گا۔یہ بات جب ماں نے سنی تو اس نے کہا ”ہم یقیناً آج یہاں سے چلے جائیں گے۔اس لیے کہ لڑکا محلہ اور پڑوس کے بجائے اپنے بڑوں یعنی دادا اور والد سے مشورہ کرکے فصل کی کٹائی کرے گا۔دادی یہاں تک کہانی سنا کر خاموش ہوگئیں۔

کچھ دیر کے بعد کہا: بچو! اس کا سادہ سا مطلب یہ ہے کہ ہمیں اپنے بڑوں کی باتیں دھیان سے سننی چاہئے اور اس پر عمل بھی کرنا چاہئے۔کوئی بھی کام ان کے مشورے کے بغیر نہیں کرنا چاہئے۔اگر وہ کسی چیز سے روکیں تو رک جانا چاہئے۔خواہ وہ چیز تمہیں بہتر ہی لگتی ہو۔جناب نبی کریم ﷺ نے بڑوں کی عزت واحترام کی بہت تاکید کی ہے۔

خالی جگہ پر کریں

(۱) محمد ﷺ سے محبت ہمارے دین کی ۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے۔

(۲) نبی کریم ﷺ ہمارے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہیں۔

(۳) حضرت آدمؑ پہلے اور محمد ﷺ ہمارے آخری ۔۔۔۔۔۔۔ ہیں۔

(۴) حضرت نوحؑ کا لقب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے۔

(۵) خلیل اللہ کے معنی ۔۔۔۔۔۔۔ کے ہوتے ہیں۔

جوڑیاں لگائیے

الف	ب
(۱) حضرت آدمؑ	(۱) خلیل اللہ
(۲) حضرت نوحؑ	(۲) رسول اللہ
(۳) حضرت ابراہیمؑ	(۳) ذوالنورین
(۴) حضرت اسماعیلؑ	(۴) ابوالبشر
(۵) حضرت محمدؐ	(۵) ابوتراب
(۶) حضرت ابوبکرؓ	(۶) آدم ثانی
(۷) حضرت عمرؓ	(۷) ذبیح اللہ
(۸) حضرت عثمانؓ	(۸) صدیق
(۹) حضرت علیؓ	(۹) سیف اللہ
(۱۰) حضرت خالدؓ	(۱۰) فاروق

جوابات خالی جگہ پُر کریں۔

(۱) بنیاد (۲) نبی اور رسول

(۳) رسول (۴) آدم ثانی

(۵) اللہ کا دوست

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر منتخب اشعار

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

(اقبالؒ)

تسبیح سے دنیا گونج اٹھی تکبیر کا غل تا عرش گیا
تاثیر ہدایت صل علی یہ جوش عبادت کیا کہنا

(اکبر الہ آبادیؒ)

قول و عمل نبیؐ کا ہے معیارِ زندگی
فطرت کا آئینہ ہے شریعت رسولؐ کی

(ماہر القادری)

نہ دیکھی جائے جس سے ذلت ومظلومیٔ نسواں
وہ لے کر اپنے سینے میں دلِ درد آشنا آئے

(عبدالحمید سالک)

گھمسان کی جنگوں کی جو کرتا ہے قیادت
نم آنکھ بھی کرلیتا ہو مفلس کی صدا سے

(خواجہ غلام الثقلین)

سلام اس پر فقیری میں نہاں تھی جس کی سلطانی
رہا زیرقدم جس کے شکوہ و فر خاقانی

(پنڈت جگن تاتو آزاد)

چڑھی ہوئی ہے زباں پر کثافتوں کی تہیں
پھر اس زبان سے کیسے تمہاری نعت کہیں؟

(عامر عثمانیؒ)

جوابِ خضر

سرمایہ و محنت

ابن سلطان

اقبال نے حضرت خضر سے پوچھا تھا کہ ”وہ یہ سرمایہ ومحنت میں ہے کیساخروش“یعنی سرمایہ دارومحنت کشوں کے درمیان یہ شوروغل کیساہے؟ اب خضرجواب میں کہتےہیں کہ :

بندۂ مزدور کو جا کر مرا پیغام دے
خِضر کا پیغام کیا، ہے یہ پیامِ کائنات

میرا پیغام مزدورں تک پہنچادو یہ پیغام خضر کا ہی نہیں بلکہ پوری کائنات کا پیغام ہے۔

اے کہ تجھ کو کھا گیا سرمایہ دارِ حیلہ گر
شاخِ آہُو پر رہی صدیوں تلک تیری برات

اے مزدور! چال باز وشاطر سرمایہ دار نے تجھے ہلاک کر دیا، صدیوں تک تونے اپنا ازدحام ایک ناقص وعیب دار شاخ پر بنا رکھا تھا، ظاہر ہے اسے تو ایک دن ٹوٹنا ہی تھا۔

دستِ دولت آفریں کو مزد یوں مِلتی رہی
اہلِ ثروت جیسے دیتے ہیں غریبوں کو زکات

صدیوں سے یہ ہوتا ہے آرہا ہے کہ دولت پیدا کرنے والے مزدوروں کو مزدوری اس طور پر دی جاتی ہے جیسے کہ دولت مند حضرات زکوۃ دیتے ہوں۔

ساحرِ الموط نے تجھ کو دیا برگِ حشیش
اور تُو اے بے خبر سمجھا اسے شاخِ نبات

سرمایہ دار الطوط کے اس جادوگر کے مانند ہیں جونشہ پلا کر اپنے مریدوں کو سحرزدہ کردیا کرتا تھا۔ تجھے بھی ان سرمایہ داروں نے برگ حشیش پلا رکھا ہے اور تو اسے مصری کی ڈلی سمجھتا ہے

نسل، قومیت، کلیسا، سلطنت، تہذیب، رنگ
خواجگی نے خوب چُن چُن کر بنائے مُسکرات

سرمایہ دار حکم رانوں نے نسل، قومیت، مذہب، سلطنت، تہذیب ورنگ جیسی نشہ آور چیزوں کو تجھے اس طرح پلایا کہ تو اسی میت مست ہوگیا اور ان کی مکاریوں، عیاریوں سے غافل رہا۔

کٹ مَرا ناداں خیالی دیوتاؤں کے لیے
سُکر کی لذّت میں تُو لُٹوا گیا نِقدِ حیات

سرمایہ داروں نے قومیت، مذہب، تہذیب ورنگ کے خیالی دیوتا بنائے اور ان دیوتاؤں کی محبت کا ایسا نشہ پلایا کہ مزدور ان دیوتاؤں پر خوشی خوشی اپنی جان کا ندرانہ تک پیش کر دیتا ہے۔

جب سرمایہ دار یہ محسوس کرتے ہیں کہ مزدور بیدار ہو رہے ہیں اور ان کے خلاف جاسکتے ہیں تو ان چیزوں کے نام پر انہیں ایسا الجھا دیتے ہیں کہ مزدور طبقہ اپنی جان تک گنوا بیٹھتا ہے۔

> مکر کی چالوں سے بازی لے گیا سرمایہ دار
> انتہائی سادگی سے کھا گیا مزدور مات

مختلف چال بازیوں سے سرمایہ دار ہمیشہ مزدور پر سبقت لے جاتا ہے۔ اور مزدور اپنی سادگی کے سبب ہمیشہ شکست ہی کھاتا چلا آیا ہے۔

> اُٹھ کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے
> مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

لیکن اب حالات بدل رہے ہیں، دنیا کے انداز بدل رہے ہیں، مزدوروں و محنت کشوں کا دور آنے والا ہے۔

> ہمت عالی تو دریا بھی نہیں کرتی قبول
> غنچہ ساں غافل ترے دامن میں شبنم تلک

جو بلند ہمت و حوصلے والے ہوتے ہیں وہ تو دریا بھی قبول نہیں کرتے اور تم سرمایہ داروں سے پائے ہوئے شبنم کے قطروں جتنی مزدوری پر قناعت کر کے کب تک بیٹھے رہو گے۔ اپنے اندر بلند ہمتی پیدا کرو۔

> نغمۂ بیداری جمہور ہے سامان عیش
> قصۂ خواب آور اسکندر و جم کب تلک

عوام میں بیداری پیدا ہو رہی ہے عوامی بیداری کے نغمہ میں ہی زندگی کا سامان ہے۔ سکندر و جمشید کے قصے جو کہ عوام کو سلانے والے ہیں آخر اسے کب تک سنتے رہو گے۔

> آفتاب تازہ پیدا بطن گیتی سے ہوا
> آسماں ڈوبے ہوئے تاروں کا ماتم کب تلک

دنیا میں ایک نیا سورج طلوع ہو رہا ہے۔ آخر ان ستاروں کا ماتم کب تک کرو گے جو کہ ڈوب چکا ہے۔ یعنی سکندر و جمشید جیسے حکمرانوں کے سحر آفریں قصے سن سن کر کب تک خواب غفلت میں پڑے رہو گے۔

> توڑ ڈالیں فطرت انساں نے زنجیریں تمام
> دوری جنت سے روتی چشم آدم کب تلک

استعماریت نے جتنی زنجیریں بنائی تھیں وہ سب انسانوں نے توڑ ڈالیں انسان جنت میں تھا اس واقعہ کو یاد کر کے آخر کب تک افسوس کیا جائے کب تک جنت سے نکالے جانے پر گریہ و زاری کی جائے۔

> باغبانِ چارہ فرما سے یہ کہتی ہے بہار
> دوری جنت سے روتی چشم آدم کب تلک

زخم گل سے مراد پھولوں کا کھلنا ہے۔ کھلتے وقت پھول زخم کے مانند دکھتا ہے۔ موسم بہار میں پھول کھل کر رہتے ہیں۔ کوئی تدبیر کرنے والا کسی تدبیر سے اسے کھلنے سے نہیں روک سکتا۔ لہٰذا اب سرمایہ داروں کی کوئی تدبیر مزدور کے اندر اٹھنے والے انقلاب کو نہیں روک سکتی۔

> کرمک ناداں طواف شمع سے آزاد ہو
> اپنی فطرت کے تجلی زار میں آباد ہو

جس طرح چھوٹے چھوٹے کیڑے شمع کے گرد گھوم گھوم کر مر جاتے ہیں تم ایسا نہ کرو بلکہ سرمایہ داروں کے ان شمعوں سے آزاد ہو جاؤ اور اپنے اندر حوصلہ و ہمت کی روشنی پیدا کرو اور اس کے ذریعہ آزادی حاصل کر لو۔

الفاظ و معانی:

آہو=عیب، نقص، برائی — برات=انبوہ، مجمع، بھیڑ

آفریں=بمعنی آفریدہ یعنی مخلوق — مُزد=مزدوری

ثروت=دولت

المُوط=فارس میں قزین اور گیلان کے درمیان بلندی پر واقع ایک قلعہ کا نام یہ قلعہ ملک شاہ سلجوق (۹۲۔۱۰۷۲ء) کے زمانے میں ایک مدت تک فرقہ باطنیہ کا مرکز بنا رہا۔ یہ فرقہ نشہ آور چیزوں کا استعمال کرتا تھا۔

شاخ نبات=مصری — ساں=مانند، مثل

گیتی=دنیا، جہاں — چارہ فرما=علاج و تدبیر کرنے والا

کرمک=چھوٹا سا کیڑا — تجلی زار=وہ جگہ جہاں خوب روشنی ہو۔

ہمارا مستقبل۔۔۔۔؟

''میرے علم میں آپ کا مستقبل معلّق ہے۔اس سوال پر کہ آپ اس ہدایت کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہیں جو خدا کے رسول کی معرفت آپ تک پہنچی ہے۔جس کی نسبت سے آپ کو مسلمان کہا جاتا ہے اور جس کے تعلق سے آپ ـــــ خواہ چاہیں یا نہ چاہیں بہرحال دنیا میں اسلام کے نمائندے قرار پاتے ہیں۔''

''اگر آپ اس کی صحیح پیروی کریں اور اپنے قول وعمل سے اس کی سچی شہادت دیں اور آپ کے اجتماعی کردار میں پورے اسلام کا ٹھیک ٹھیک مظاہرہ ہونے لگے تو آپ دنیا میں سر بلند اور آخرت میں سرخرو ہو کر رہیں گے۔خوف اور حزن، ذلت اور مسکنت، مغلوبی اور محکومی کے سیاہ بادل جو آپ پر چھائے ہوتے ہیں، چند سال کے اندر چھٹ جائیں گے۔آپ کی دعوتِ حق اور سیرت صالحہ دلوں کو اور دماغوں کو مسخر کرتی چلی جائے گی۔انصاف کی امیدیں آپ سے وابستہ کی جائیں گی، بھروسہ آپ کی امانت و دیانت پر کیا جائے گا۔سند آپ کے قول کی لائی جائیں گی، بھلائی کی توقعات آپ سے باندھی جائیں گی، آئمہ کفر کی کوئی ساکھ آپ کے مقابلے میں باقی نہ رہ جائے۔ان کے فلسفے اور سیاسی و معاشی نظریہ کی سچائی اور راست روی کے مقابلے میں جھوٹے ثابت ہوں گے۔

(شہادتِ حق۔ابوالاعلیٰ مودودی)

Nukushe-E-Rah

RNI Number : MAHURD/2018/7738
Postal Reg No:G/Akl Dn/258/2019-21

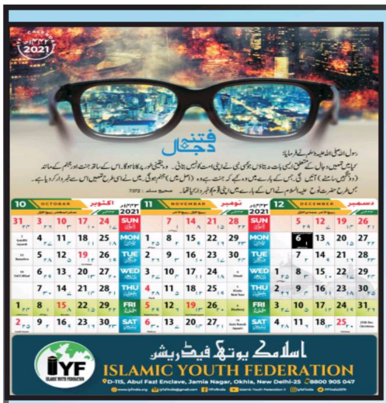

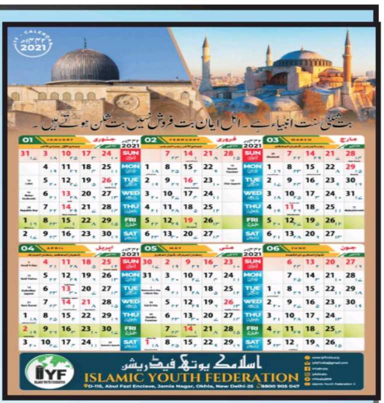

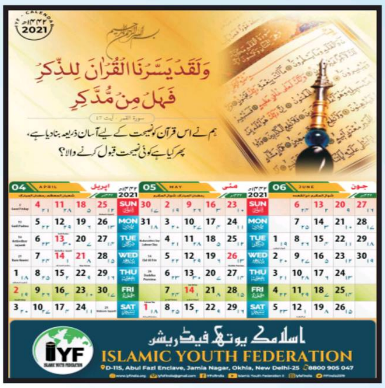

کیا آپ نے اسلامک یوتھ فیڈریشن (IYF) کے تحت شائع ہونے والا،

دیدہ زیب، دلکش اور فکر انگیز 2021 کا کلینڈر خریدا؟؟؟

مقامی برانچ / یونٹ یا ہم سے رابطہ کریں اور اپنی کاپی مختص کریں۔

رابطہ:

9850990440

Nukush-E-Rah 1st Floor, Opp. Basera Apartment, Subhash Chowk, Akola. 444001

0724-2434333
8266997613
nukusherah@gmail.com